دِيُطِلِحُ الْمِيلِ

# لفظوں میں احساس

(غزلیں)

۔ افتخارراغب

ا دارهٔ ا دب اسلامی مهند ۲۷۰۳، باره دری، بلیماران، د، بلی ۲۰۰۰

افتخار راغب الفظور ميراحساس

## جمله فقوق تجق مصنف محفوظ ہیں

لفظول ميں احساس

مصنف : افتخار راغب ناشر : ادارهٔ ادب اسلامی مهند اشاعت اول : نومبر ۲۰۰۷ء طباعت : شمر آفسیٹ، دریا گنج، نئی دہلی۔۲

ستررویئے=/Rs70(-/10ریال)

### LAFZON MEIN EHSAS

(An Urdu Poetry Collection-Ghazal)

#### IFTEKHAR RAGHIB

## تقشيم كار

🐵 دلستان ادب، پوسٹ بکس: ۱ع۲۱۱، دوحه قطر (Tel:+974 5707870)

🐞 نازاسٹور، دوجه، قطر

الميوريم، سنرى باغ، پينه ٢٠٠٠ الله يورز بك ماوس، سنرى باغ، پينه ٢٠٠٠ الله بيانه ٢٠٠٠

ا جناب محدا برائيم، نرائن يور، يوست: ميركني، ضلع: گويال تنج، بهار

🚳 ذوالفقارا براہیم، ماوس نمبر۔۸۵ (کمل کشور)، سرائے جولینا، جامعة نگر،نئی دبلی۔۲۵

افتخار راغت محمد معروب المساس المساس الفظور ميراحساس

۳

# الشيناب

چاند تاروں سے دوستی تھہری دل کے آگن میں روشنی تھہری

ان چاندتاروں جیسے احباب کے نام جنھوں نے قلب افتخار پر اپنی محبت اور رفاقت کی بارش کر کے شعر گوئی کی طرف راغب ہونے کے اسباب مہیا کئے اور اُس میں چھپے ہوئے جذبہ شعر و شخن کے پودے کونہ صرف نمودار ہونے پر مجبور کیا بلکہ مسلسل اُس پر اپنی حوصلہ افزائی کے ایر کرم اور تنقید و تبصر ہے تیرو تبر برسا کر جڑ پکڑنے اور اُ بھرنے کے مواقع فرا ہم کرتے رہے۔

افتخار راغب المساس مين احساس افتخار راغب الفظور مين احساس

## تعارف

: افتخارعالم راغب

قلمى نام : افتخارراغب

ولديت : شخ محمدابراتيم

تاریخ پیرائش : ۳/مارچ ۱۹۷۳ء

آبائی وطن : نرائن پور، میر گنج، گویال گنج، بهار

B.Tech. Civil (1998)

از جامعه مليهاسلاميه دېلې \_۲۵

.l.Sc. - كالح آف كمرس - يبينه

Matric \_مولوی اسمعیل میمو ریبل اردو مائی اسکول

نی گنج،میر گنج،سیوان (بهار)

قطرمین قیام : ۲/مارچ۱۹۹۹ءسے تاحال

موجوده ية : يوست بكس نمبر: 11671، دوحه - قطر

مومائيل: 5707870 (974)

Email: iftekhar raghib@hotmail.com

Arab Engineering Bureau

P.O.Box: 1148, Doha-Qatar

مستقل پیت : رابطهنمبر : مقام نرائن پور، پوسٹ: میر گنج شلع: گویال گنج، بہار

(+974) 5707870

# سیاس گزار ہوں:

- اللّدربالعزت کا جس نے دولتِ ایمان کے ساتھ ساتھ بے ثار نعمتوں سے نواز ااور لفظوں میں احساس پر و نے کی بھی تو فیق عطافر مائی۔
- ہ اپنے والدین،اہلیہاور بھائیوں (اظہاراور ذوالفقار ) کے ساتھ دیگررشتہ داروں کا بھی جن کی دعائیں اور محبتیں ہرلمحہ میرے ساتھ ہیں۔
- محترم امجدعلی سرورکا جنھوں نے اپنے مشوروں سے ہمیشہ میری رہنمائی فرمائی اوراشعار پر خوب محت کرنے اور تراش خراش کر بہتر بنانے کی طرف توجہ مبذول کرائی اور قطر کے ادبی حلقوں سے متعارف کرایا۔ ساتھ ہی محترم عزیز رشیدی ، محمد ممتاز راشد اور حیدر اعظمی کا بھی جنھوں نے میری ہمیشہ حوصلدافزائی کی اورا بینے مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔
- محترم انتظار نعیم ،محترم اسلم کولسری اورمحترم امجدعلی سرقر کا جنھوں نے اپنی گراں قدر تحریروں سے ''لفظوں میں احساس'' کو پروقار بنایا اور اسپنے مفید مشور ہے بھی عنایت کئے اور انتظار نعیم صاحب نے کتاب کی اشاعت میں اپنی تمام مصروفیات کے باوجود میری کافی مد دفر مائی۔
- فریدندوی،عزیز نبیل،شوکت علی نآز،اشفاق قاتی،ارشآد اعظمی اور منصوراعظمی جیسےانتها کی مخلص شاعر دوستوں کا جنھوں نے ہمیشہ میری ہمت بڑھائی اور بعض نے کتاب کی پروف ریڈنگ کے ساتھ ساتھ اپنے مشوروں سے بھی نوازا۔
- اپنے مخلص دوستوں اشفاق ابراہیم دیشکھ (دوجہ میں) محبوب الہی (دہلی میں)، فیروز خان (پیٹنہ میں) اورمیر مے شفق رفیق عالم (نرائن پور گوپال گنج میں) کا جنھوں نے عام طور سے میرا تازہ کلام سنااور کمزوراشعار پر بھر پورتنقید و تبھر ہفر ما کر بہتر بنانے کی ترغیب دی۔ افتخار راغت میں احساس

ч

قطر کی ادبی فضا کا، ہزمِ اردوقطر کی ماہا نہ طرحی اور ہفتہ وار تقیدی اور دیگر نشتوں کا، حلقہ ادبِ اسلامی کے تقمیر کی اور صالح ادبی اجلاسوں کا، انجمنِ شعراء اردو ہندگی حوصلہ بخش نشتوں کا اور دبستانِ ادب کی تربیق نشتوں کے ساتھ دیگر تنظیموں اور ان کے اراکین کا جھوں نے حوصلہ افزائی فرمائی۔

ماموں جان محترم ضیاء الدین احمد کا جھوں نے ابتدائی دور میں تعلیمی رہنمائی کی اور خاص طور سے علم ریاضی سے آ راستہ کیا ساتھ ہی چھوٹے ماموں جناب کلام الدین احمد اور نانا جان شخ عمر علی (مرحوم) اور تمام اہل خانہ کا جن کی بنیادی تعلیم و تربیت نے میری زندگی پر گہرا اثر چھوڑا۔

قیام پیٹنہ کے دوران محترم سخطیم آ بادی (مرحوم) اور قیام دہلی کے دوران پروفیسر آ فاق احمد صد لقی کا جھوں نے شعر سخن کے تعلق سے کافی مفدمشور سے عنابت کئے۔

- پ اپنے تمام اساتذہ کا،خاص طور سے اسکول کے زمانے میں اردو کے استاد محترم مہدی حسن اور سائنس کے استاد محترم ہارون رشید (رمیش چندرا) کا اور ہراس شخص کا جس نے میرے علم اور میری معلومات میں اک ذرا بھی اضافہ کیا۔
- ا پیخ تمام دوستوں کا جن کی رفاقت اور حوصلدا فزائی گوپال گنج سیوان ، پیٹنہ ، دہلی یا دوجہ میں نصیب ہوئی ۔ خاص طور سے اسکول کے زمانے کے کچھ خاص دوستوں کا جنھوں نے ابتدائی دور میں میں میر بوٹے نے بچوٹے تر انوں اور غزلوں کو سراہ کر شاعری کی طرف راغب ہونے پر مجبور کیا۔

  قطر کے تمام شعراء اور ادب نواز شخصیتوں کا جنھوں نے بے حد خلوص و محبت کے ساتھ ہر موقع پر میری ہمت افزائی کی ۔
  - پ سیوان اور گوپال گنج کے شعراء کا بھی جنھوں نے میری کا فی عزت افزائی کی ہے خصوصاً محترم م فہیم جو گاپوری، مشاق احمد مشاق، زاہد سیوانی اور معراج الدین تشنہ وغیرہ۔
- تمام قارئین کا جنھوں نے''لفظوں میں احساس'' کی اشاعت کا خیر مقدم کیا اوراُن تمام مخلصین کا بھی جو اِسے پڑھ کراپنی تنقید و تبصرے اور مفید مشوروں سے نوازیں گے۔

افتخار راغت محمد محمد محمد محمد محمد الفظور ميراحساس

/

## فهرس**ت** ناع

	پا کیزہ احساس کا شاعر انتظار نعیم	
14	افتخار راغب کی شاعری	٢
19	مرضع سازشاعرافتخارراغب امجدعلی سرور	
۲۳	وہی جوخالق جہان کا ہے وہی خداہے وہی خداہے (حمد)	۴
ra	کیوں نہ اِس راہ کا ایک ایک ہوذ رہ روش (تعت)	۵
<b>r</b> ∠	ہو شعلِ ہدایت قرآن زندگی بھر    (مناجات)	4
19	جی جا ہتاہے جینا جذبایت کے مطابق	
۳.	بإت کہنی تھی ایک برموقع	
٣٢	کتنے دن اور کئی برس یونہی	
٣٦	چا ندتاروں سے دوستی گھېر ی	1+
ra	ڈ وب جانا ہی اُس کوتھا آخر	
٣٧	مضطرب آپ کے بنا ہے جی	
٣٨	چشم تر کوزبان کربیٹھے	
٣9	اِک ِبر <i>ٹ</i> ی جنگ <i>لژ</i> ر ہاہوں میں	
۱۲	حپارہ گرحپارہ ڈھونڈ تارہ جائے	
4	شام کوسُو لگےسُو بریےسُو	
لمل	دل ٰہے بے بس مخھے بھلانے <b>می</b> ں	14
۲٦	شامغ كنهن سحرشا ييرِ	1/
<u>~</u> ∠	ھد تنےاضطراب مانگے ہے	
ሶለ	لب ہیں خاموش ،چشم تر خاموش	
۵٠	تیراچېرامر بےخیالوں میں سیراچپرامر بےخیالوں میں	
۵۱	لڑتے لڑتے غموں کے شکر سے 	
۵۳	دل میں جب دل نشیں کی خوشبو ہو	
۵۴	صاف ستحری فضابگاڑیں گے	
24	جوخوشام <i>د شعار ہوتے ہی</i> ں	۲۵

••••	·····	***
۵۷	نیندآئے تو خواب بھی آئے	74
۵۸	یم سے روب ہوں۔ اچھے دنوں کی آس لگا کرمیں نے خود کوروکا ہے	
4+	آ کردل کو سمجھا جاتے تو کیا جا تا	
45	یادوں کی نرم رضائی ہے مرے سے میں ا	
42	یست کا انجام براہے تیج بولو حجموٹے کا انجام براہے تیج بولو	
40	اینے احساسات کی باتیں کرتے ہیں میں اسلامات کی باتیں کرتے ہیں	
42	اِک چیرہ نایاب دِکھائی دیتا ہے۔ اِک چیرہ نایاب دِکھائی دیتا ہے	
49	ٹھیک نہیں ہےرونا دھونا سمجھے نا	
<b>ا</b> ک	ت توڑے دل کو کیا ماتا ہے سے بولو	
<u>۷</u> ۲	اِکاِک لِحدِ <sup>گِن</sup> کرکاٹ رہاہوں	
۷۴	یاد بہت جبایے آتے ہیں	
∠۵	کھڑ کیاں گمٹھم ہیں بام ودراُ داس	٣2
∠4	خواب میں دیدار کیا تیرا نہوا	
44	دشمنوں کالا وَلشکرد کیھئے	٣٩
∠9	خِتْم ہوجاِئے لڑائی چی میں	
ΔI	عکس آئھوں نے تمھارار کھ دیا	
۸۳	ایک رشتہ در د کا ہے میرےاُ س کے درمیاں	
۸۵	جب ادائے حسن میں ظالم ادائیں آگئیں	
Y	إك طرف باطل كالشكرمين اكيلاإك طرف	
۸۷	کٹ گئے ہوں جیسےان کے بال و پر پرِ دلیں میں ۔	
۸۸	کیسے بےکل ہونہ ہم پر دیسیوں کی زندگی	
19	بھول بیٹھا ہوں جنوں میں اپنے گھر کاراستہ	
91	ابرغم حجیٹ جائے اس کی آس کیا کرتا کوئی	
95	ا تناافسردہ نیا ہے میرے دلِ ناشاد ہو سریر میں میں	
911	کل تلک تھےکسی اُمڈے ہوئے دریا کی طرح سے بنی سے نامی کرنے	
91~	مر کر فکر ہے منظو رِنظر ہے کوئی	۵۱

94	۵۲ جب سے اُس پیکر تنویر کے پیچھیے بھاگے
91	۵۳ دوگھڑی بیٹھ کے دوبات نہیں ہوسکتی
99	۵۴ اہلِ باطل کے لیے دین نہ دنیاروشن
1++	۵۵ جب تلک خودیه بھروسانہیں ہونے والا
1+1	۵۲ بےزبانی کا تقاضاہے کہ ہم چُپ ہی رہیں
1+1	۵۷ حسن دے، ناز دے، شوخی دے،ادادےان کو
1+12	۵۸ روٹھ جائے گی نظر آنکھوں سے
1+7	۵۹ تلخی زیت سے ڈر جایا جائے
1•٨	۲۰ عشق کے رمز وإشارے ہیں جدا
1+9	الا کہا کہآپکو یونہی گمان ایساہے
111	٦٢ جلاؤشوق سے تم علم وآگہی کے چراغ
111	۲۳ ازل سے زیت پیرمیری قضا کا پہراہے
1111	۲۴ فراق وہجر کے کمٹے شار کر کر کے
۱۱۴	۲۵ بہت ہے فرق ہماری تھھاری سوچوں میں
117	۲۲ روحیات میں مثل غبار میں ہی کیوں ۲۲ روحیات
ПΛ	٧٤ خيال وْكَرْمِين تيراْجمال آجائے
119	۸۶ نه ساتھ ساتھ رہے ہر گھڑی حیاہے کہو
114	۱۹ بیصدخلوص، بیصداحترام یادآئ
171	<ul> <li>4 مِرى وفاؤن په جس کی وفا کا پېراہے</li> </ul>
١٢٣	اے دلوں سے بغض و کدورت کی گر د حجیث جائے
120	۲۷ بچھڑ کے تجھ سے ہومحسوں کیسے تنہائی
110	۷۲ نہ نمنھ بگاڑ کے بولونہ نمنی بنا کے کہو
174	۷۲ میں حیاً ہتا ہوں کہ دیکھوں نہ تیرے گھر کی طرف
114	۵۷ تمهید میں نہوفت یوں برباد شیجئے
111	۷۲ دیکھی ہےاتنی راہ تر ی ہریڑاؤیر
114	ے ' ' ف اس کا ایک اشار از مین پر 22 ہوجائے اس کا ایک اشار از مین پر
	<del>y</del> - <b>* +</b>

- (	▲ ا	

اسا	ہراک قدم پررنگ فشانی سفرمیں ہے	۷۸
١٣٣	کوئی شیشه نهٔ پقر ہے مرادل	4ع
١٣۵	غلط ہے ہر جگہ ایثار کرنا	
12	مجھی مت آ گہی ہے دورر ہنا	۸۱
ITA	مری تقدیریهی انجیخی نہیں تھی	۸۲
114	اً ناکے ہات ہے باہرتو نکلو	۸۳
اماا	سنا تھا میں نے پیسہ بولتا ہے	۸۴
۱۳۲	مِر ادل ہے محبت کا سمندر	۸۵
٣	ہے تتم اُن کی بھی جان پر دلیس میں	
١٣٣	ہوگئ ہے فداموت پر زندگی	۸۷
١٣٦	جدائی کاموسم یہاں سے وہاں تک	۸۸
۱۳۸	پرانے اُ کھڑتے چلے جارہے ہیں	۸٩
10+	وكھا كر ہمارا ہى سايا تېمىيں	9+
125	گماں کے ہٹاکر دیے رکھ دیے	91
100	دلِ بیتاب کی نقلِ مکانی یادآتی ہے	92
104	میں کہتا تھانہ اُن کے سامنے جانے سے پہلے ہی	92
104	کسی آن تجھ سے جدانہیں مجھے علم ہے	
109	مجھے کیا پیتہ تھے کیا خبر مرے بے خبر	
14+	اے جانِ تمتانہیں ملتانہیں ماتا	94
171	ماضی کے ورق ملیٹ کے روئے	
1411	إک امتحال ہے گز رر ہاہوں	91
۵۲۱	غباردل سے زکال دیتے	
177	غیروں کی بات پر ہی بس کان دھراہے آپ نے	1++

# يا كيزهاحساس كاشاعر

ہجراوراس کی کیفیات کا تذکرہ ہندوستانی ادب کی ایک قدیم روایت سی رہی ہے۔سنسکرت اور فارسی سے ہوتا ہوا بیسلسلہ ہندی اورار دوتک بھی پہنچاہے۔ پہلے پر دلیس کامفہوم ملک کے ایک صبے سے دوسرے دور دراز مقام کا سفراور وہاں عارضی قیام ہوتا تھالیکن جب سے بیسلسلہ سات سمندریار تک طویل ہوا تو امریکہ، پورپ اورعرب وگلف مما لک میں تلاش معاش میں جانے والے افسانہ و ناول نگار اورشعراء نے اردومیں مجری ادب کے شلسل کو دراز اور مشحکم کیا ہے۔اگر پیکہا جائے تو شاپیرمبالغہ نہ ہوگا کہ نو جوان شاعرافتخار راغب نے اس سلسلہ کے انتہائی کرب واضطراب میں شائستگی وسلیقہ شامل کر کے اس کو باوقار ہنایا ہے اوراس پہلو سے وہ بیرونِ ملک مقیم شعرائے ہند میں سب سے آ گے نکل گئے ہیں ۔ د کیھئے کہ افتخار راغب ہجرت کا آغاز بڑی جنگی کیفیت ہے گزرنے کے بعد بھی ہنس کر کررہے ہیں: اک بڑی جنگ لڑ رہا ہوں میں ہنس کے تجھے سے بچھڑ رہا ہوں میں لیکن عالی ظرفی اور ضبط و تحل کے ساتھ اپنوں کوتسلی دینے کا فریضہ بھی ادا کرتے جاتے ہیں: ٹھیک نہیں ہے رونا دھونا سمجھے نا رونا کیا غمگیں بھی نہ ہونا سمجھے نا پھر شروع ہوتا ہے راغب کاخلیجی ملک قطر کا سفر جواصلاً مجبوراً مگر بہ ظاہر خوثی کے ساتھ کرنایڈا: دیارِ غیر میں اِک عمر راغب بڑا اپنی خوثی سے دور رہنا وہاں شاعر جن کیفیات سے مسلسل گزرتا ہے اس کا تذکرہ اس مجموعہ کی بے دریے ہرغزل میں سنائی دیتا ہے: گر یہ دھوکہ نہیں ہے تو راغب ہے کیا تیرے ہونٹوں یہ مُسکان پردلیں میں بہت مغموم ہے مجور راغب وکھاوا ہے جو ہنتا بولتا ہے

افتخار راغبً مسمحه المسمحه المسمع الفظول ميراحساس

افتخار راغب وطن سے دوری کاغم جھیلنے والے تنہائہیں ہیں۔ان ملکوں کے پارک، چوراہے، ہوٹل کی شامیں کتنے ہی ہجران نصیبوں کے در د کا اظہار بنی ہوئی ہوتی ہیں:

دوست، احباب، وطن، اپنوں سے کتنے حالات کے مارے ہیں جدا رات کی کیفیت اور دلدوز ہوتی ہے:

ہر طرف ہے تیری یادوں کا ہجوم اور میری چارپائی جے میں میری چارپائی جے میں میری جن کو چن لے وہ راغب ہجر کی آگ میں تینے آتے ہیں

'فارِن' کاسفرحسین تمناوَں اورخوبصورت آرزوں کے ساتھ کیا جاتا ہے لیکن وہاں شاعر پر جو

کچھ گزرتی ہے وہ پھر کاٹنے کے مترادف ہے:

اِک اِک لمحہ گُن کر کاٹ رہا ہوں ہجرکے دن یا پھر کاٹ رہا ہوں پردلیمی ہول دکیھ لے اے تیرہ شب کتنی مصیبت دن بھر کاٹ رہا ہوں

اور بیدن رات کسی سزا کا ٹینے سے کم نہیں ہیں: س

ہجر آلود زندگی راغب کی زندگی ہے کہ اِک سزا ہے جی اپنی مرضی کی اُڑانیں بھر نہیں سکتے پرند کٹے گئے ہوں جیسےان کے بال و پر پردلیں میں

حضرتِ ِداغ دہلوی نے کہا تھا: پر

فرقت کے موسم میں کیسے زندہ ہوں تم کیا جانو کیسے اس دل کو بہلا کر میں نے خودکوروکا ہے

رُک تو گئے ہیں مگروہاں ہرروزایک قیامت ہے، وطن سے دوری جوہے:

بے وطن ہو تو پھر بڑے گا ہی واسطہ روز روز محشر سے

افتخار راغب مين احساس الفظون مين احساس

اور جب حالات محشر کے سے ہوں تو اپنوں سے ملنے کے مواقع کا کیا سوال؟

ملنے دیتے نہیں مجھے راغب میرے حالات بال بچوں سے

کھر حق پیندی سے کام لیتے ہوئے افتخار راغب پردیس کی اس تنہازندگی کے غیر فطری ہونے کا
اعتراف واضح پیرائے میں کرتے ہیں:

کسے بےکل ہونہ ہم پردیسیوں کی زندگی تنہا جی رہے ہیں غیر فطری زندگی اورزندگی غیر فطری ہوتو کہاں کا چین، کیسا آرام:

پردیی کو چین کہاں حاصل راغب گھر جا کر آرام سے سونا ، سمجھے نا بہرحال ہجر کی مدت ایک ندایک دن کٹتی ہی ہے۔ایسے موقع پر صحرا نوردوں کی جو کیفیت ہوتی ہے راغب نے دکش انداز میں اس کا ظہار کیا ہے:

کسی سائے کوتر ساہوں بہت صحرانور دی میں خوثی کے مارے مرجاؤں نہ گھر جانے سے پہلے ہی مگر گھر پہنچنے سے پہلے پر دلیں میں جو کچھ گزرگئی ہے اور جس کا در دانگیز اظہار مندرجہ بالاشعروں میں بڑی فنکاری سے ہوا ہے، اس کے پیش نظر شاعر اپنوں کے درمیان، اپنی مٹی کے قریب رہنے کو ترجیح دے کرقصہ ہجرختم کرتا ہے:

یہاں گھٹ گھٹ کے مرنے سے ہے بہتر وہیں چھوٹا سا کاروبار کرنا افتخار راغب پروطن سے دور پردلیں میں جو کچھ گزری ہے یا گزر رہی ہے اس کا اظہار ان چند شعروں ہی میں نہیں بلکہ ان کی شاید ہی کوئی غزل ہوجس میں اس کرب کا اظہار پہلوبدل بدل کرنہ ہوا ہو، کیکن ان کے کردار کی بلندی ہے کہ وہ اپنے غم کے ساتھ ہی دوسروں کے غم میں بھی برابر کے شریک

افتخار راغب المساس المس

رہتے ہیں اور ہرطرف روار کھے جانے والظلم پراحتجاج بھی کرتے ہیں:

مظلوں پر کیا کیا گزری، کیوں گزری جیوں سے گجرات کی باتیں کرتے ہیں جگر کے خون سے میں نے ہی اس کو مینچا تھا جیس میں ہو گیا بے اختیار میں ہی کیوں میسوچتا ہوں تو خود پر بھی رشک آتا ہے تمھارے ظلم وستم کا شکار میں ہی کیوں اور جب بات ظلم وستم کی ہوتو جرائت مندرا غب اس دور کے انسانیت دشمن سفا کول پرنشتر بھی جلاتے ہیں:

خوف و دہشت کو مٹانے کے لئے قل و غارت کا بیہ منظر دیکھئے بن رہا ہے دیوتا جو امن کا اس کا لہجہ اس کے تیور دیکھئے بلکہ آ گے بڑھ کرظلم برخاموثی کو کمزوری ایمان سے تعبیر کرتے ہیں:

این ایمال کا جائزه لیجئ ره گئے ظلم دیکھ کر خاموش اوراس ماحول میں وہ فریضہ اصلاح اواکر ناضروری سجھتے ہیں:

ختم ہو جائے لڑائی نیچ میں اس کئے پڑتا ہوں بھائی نیچ میں مگرخودنگری اورخوداختسانی کی جانب بھی توجہر کھنے کواہم سجھتے ہیں:

كاش خود كو بهي د يكھتے راغب ره گئے انگلياں اُٹھانے ميں

ساتھ ہی غیرتِ فنکار کی حفاظت کو بھی لازم خیال کرتے ہیں:

ایک فنکار کی راغب بینہیں شان کہ وہ صاحبِ دولت و تو قیر کے بیچھے بھاگے کردار کی اعلیٰ صفات میں وہ عزم وحو صلے کی اہمیت سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں،جس سے بڑے طوفا نوں کارخ بھی موڑا جاسکتا ہے:

عنم کے براضتے ہوئے سلاب نے موڑ کر دریا کا دھارا رکھ دیا

افتخار راغب مين احساس افظون مين احساس

حذبه تناعت سے زندگی میں جوسن ورعنائی پیدا ہوتی ہے اس سے بھی افتخار راغب بہخوبی آگاہ ہیں: معیارِ زیست رکھو اوقات کے مطابق جا در کے ہی مطابق پھیلاؤیاؤں راغب اور پیسب بلند صفات انسان میں نہ ہوں تواس کے جہل کی بردہ یوشی کسی اور چیز سے ہیں ہوسکتی: ضروری کیا ہے کہ کچھڈ گریوں کی برکت سے د ماغ و دل سے جہالت کی گر دحیوٹ جائے افتخار راغب کے کلام میں یا کیزہ اشعار جابجا بکھرے بڑے ہیں جوان کے کڑے مثق بخن،شرافت نفس، احساس ذمہ داری، خالق کا ئنات سے گہرتے علق اور ذات ِ رسول سے بے پناہ عشق کے مظہر ہیں: مسمجما کر اس نے ہم کو اتارا زمین پر دشمن ہے کون، کون ہے راغب ہمارا دوست تو سب تمھاری مثال دیتے غبار دل سے نکال دیتے كوئى جراغ جلائے كوئى بجھا جائے مٹیں گی دہر سے کسے یہ ظلمتیں راغب مرے وجود میں اس طرح تو سا حائے میں تیری آئے کھے دیکھوں تری زباں بولوں وہ مجھی طالب دنیا نہیں ہونے والا جس کومعلوم ہے دنیا کی حقیقت اے دوست خالقِ کونین پر پورا بھروسہ اِک طرف إك طرف حد سے زیادہ اپنی طاقت برغرور راستے بوں تو ہزاروں ہیں مگر اے زندگی ایک سیدها راسته خیرالبشر کا راسته یہاں پہنچ کرافتخار راغب مزید بلندی پر پرواز کرتے ہیں اور ورن آشرم کے نا قابلِ فہم عقیدہ كِمقابلِي مين وحدت بني آدمٌ كاصاف تقراتصور پيش كرتے ہيں: سمجھا ہوں میں جس روز سے آ دم کی حقیقت مجھ کو کوئی ادنی کوئی اعلیٰ نہیں ماتا راغب کے اس شعری مجموعہ''لفظوں میں احساس'' میں ایک اور دل کشی بھی قاری کی توجہ اپنی طرف کھینچی ہےاوروہ ہے بہت ہی فطری پیرائے ،انتہائی رواں دواں انداز میں ردیفوں کے استعال سے نئے شعروں کی تخلیق۔ایسے کتنے ہی شعر ہیں جواس مجموعہ کےحسن کو بڑھاتے اور شاعر کی

افتخار راغت مساحسات المناسبة المناسبة المناسبة المناسبة المناس ميراحساس

قادرالکلامی کی جانب اشاره کرتے ہیں:

زندگی کیا چیز ہے پوچھو اسی انسان سے مرے ھتے میں ارمانوں کا اِک صحرا ہے روئے خوب ٹوٹ کر بھی ہم میرےاُس کے درمیاں یونہی رہیں گی رخشیں دیے رکھ دِئے شے کہ جگمگ ہو جگ سمندر کی بجھی کب پیاس راغب کیا جاتا اگر تھوڑا سا پیار جما جاتے مرا دل میری ہستی کا خزینہ بھاگئے کا ہو جے شوق وہ سب سے پہلے بھاگئے رہ گئے پیچھے ہی بڑے اے دنیا

غیر کی خاطر کی مٹا دی جس نے اپنی زندگی
نادیدہ آبلہ پائی ہے مرے ھتے میں
خود میں بھی بھی سمٹ کے روئے
کوئی جب تک تیسراہے میرے اُس کے درمیاں
پہتم نے چھپا کر دِئے رکھ دِئے
ہزاروں پی گیا دریا سمندر
ہنس بول کے دل بہلا جاتے تو کیا جاتا
مری دنیا کا محور ہے مرا دل
اپنے کردار کی تعمیر کے پیچے بھاگے
دو بڑی زلفِ گرہ گیر کے پیچے بھاگے

اورگویا آخر میں راغب زندگی کی ایک بڑی حقیقت کا اظہار سادہ مگر خوب صورت پیرائے میں یوں کرتے ہیں: مٹی کے ہیں مٹی میں مل جائیں گے دہ جائے گا جاندی سونا سمجھے نا

مٹی کے ہیں مٹی میں مل جائیں گے ۔ رہ جائے گا چاندی سونا سیمجھے نا جسشاعر کے یہاں ایس شکفتگی،شائسگی،روانی اور پختہ کاری اور مقصدیت ہواورا بھی وہ بالکل

جوان ہووہ بجاطور پر بیرونِ ہند مقیم اردوشعراء میں اہم مقام پر فائز کئے جانے کاحق رکھتا ہے بلکہ یقین ہے کہ اس کے اولین مجموعہ کلام کواندرون ملک بھی تحسین کی نظر سے دیکھا جائے گا اور اس کی ادبی دنیا میں بھر یورپذیرائی ہوگی۔

انتظارتيم

جنرل سکریٹری،ادارهٔادبِاسلامی مند

د ہلی ،ا۳/ا کتو بر۴۴ ۲۰۰۰ء

افتخار راغت محمد محمد محمد الفظور مين احساس

# افتخارراغب کی شاعری کے بارے میں چندمعروضات

سادگی ، در دمندی اور راست فکری کوافتخار راغب کے قصرِ شخن میں بنیادی ستونوں کی حیثیت حاصل ہے۔ انھوں نے شاعری کومخض وجہ شہرت نہیں جانا اور نہ ہی رسماً اپنایا ہے۔ بلکدان کے مجموعہ کلام کامطالعہ کرتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ ان کے اندرا یک تڑپ ہے، ایک جذبہ ہے اور ایک بے اطمینانی ہے جواضیں کچھ کہنے پر مجبور کرتی ہے۔

دنیا میں ہم پیڑ لگانا ہول گئے جنت کے باغات کی باتیں کرتے ہیں

آلودگی ذہن و خیالات کے سبب دشوار ہو رہا ہے گزارا زمین پر

لونہی سایہ فگن میرے مولی سر پہ ماں باپ کی دعا رہ جائے

اپنی خراوں میں ہوتا ہے کہ ایسے افکار ہی انھیں آ مادہ شخن کرتے ہیں، تاہم انھوں نے ان شعروں کو

اپنی غرلوں میں یوں سمویا ہے کہ قاری یا سامع ان کی ''سازش'' کو سمجھے بغیران کی تا ثیر سے لبریز ہو

جاتا ہے۔ان گینوں کے لئے وہ جو انگشتریاں تیار کرتے ہیں ان میں وہ سب کچھ ہے جو ہزم شخن میں

انھیں توجہ اور عرب عطا کرنے کے لئے ضروری ہے۔

راغب نے محبت کی باتیں بھی کی ہیں مگر پوری سچائی اور دلداری کے ساتھ :

تم نے رسماً مجھے سلام کیا لوگ کیا کیا گمان کر بیٹھے جیسے تو نے تو پچھ کیا ہی نہیں سارے فتوں کی جڑ رہا ہوں میں مجھ کو شاعر بنا کے جانِ غزل اپنے مقصد میں کامیاب ہے تو روز دیدار تیرا کرتا ہوں بچھ کو جیرت ہو جان کر شاید بات نکلی ہے جب بھی پھولوں کی ایک ہی نام مجھ کو یاد آیا

افتخار راغت محمد محمد محمد محمد محمد الفظور ميراحساس

راغب کی شاعری میں روایت کا رچاؤ پوری طرح موجود ہے کیکن وہ اس میں جدیدیت کے پھول کھلانے کے بھی خواہش مند ہیں:

چہرے سے خوشی طیک رہی تھی ہم طرزِ جہاں سے ہٹ کے روئے اس شعر سے توان کی خواہش ٹیکتی ہے تاہم ان کے بیشعر بھی ہمیں متوجہ کرتے ہیں بلکہ چونکاتے ہیں:

ایک بل کا یقیں نہیں راغب اک صدی کا بلان کر بیٹھ وہ تو ہدم دہ تھا کوئی دشمن نہ تھا آگیا اس کا بھی نمبر دیکھئے تاہم اس ممل کو انھوں نے خود پراتنا حاوی نہیں ہونے دیا کہ آ دمی ان جدتوں میں الجھ کے رہ جائے۔ ان کے پیاشعار بھی دیکھئے:

جانے کب بجلی گری بچھ یاد نئیں بن چکا تھا آشیانا یاد ہے کیسے بے کل ہونہ ہم پردیسیوں کی زندگی تنہا جہا ہی رہے ہیں فیر فطری زندگی درد ایسا ہے کہ پچھر کا کلیجہ بچٹ جائے سخت جانی کا تقاضا ہے کہ ہم چپ ہی رہیں

اردوزبان کے بارے میں ان کاشعر بھی قابلِ دادہے:

گتاخیاں بھی کرنی ہوں گرمیری شان میں یہ التجا ہے کیجئے اردو زبان میں راغب کی اردو زبان میں راغب کی شاعری کا ایک اور حسن ان کا گفتگو کا انداز ہے۔ بعض غزلوں کی ردیفیں خاصہ دلشیں اور پر لطف ہیں:

کوشش کر لو اتنا بھی آسان نہیں لفظوں میں احساس پرونا سمجھے نا راغب کے کلام کی باقی خوبیاں (اوروہ بہت ہیں ہیں) آپ خود تلاش کیجئے۔ میں ان کے ایک شعر میں ذرا ہی ترمیم کر کے آپ سے اجازت جا ہتا ہوں:

ر ہگذارِ غزل میں تابندہ اے خدا ''ان کا'' نقشِ پارہ جائے اسلم کو اسری

اردوسائنس بوردْ،لا ہور۔پاکستان( کیم نومبر، ۲۰۰۴ء)

افتخار راغت محمد مسلم المستحمد الفظول ميل المساس

#### --مرضع سازشاعر.....افتخارراغب

دوجہ بلکہ خلیجی ممالک میں ہونے والی شاعری کے منظرنا مے برایک باوقار نام جوا بھر کرسا منے آیا ہے ۔وہ افتخار راغب ہے۔جس نے بہت کم عرصے میں اپنی شاعری اور اپنے وجود کو یکساں بااعتبار کیا ہے۔انہوں نے اپنی ریاضت، اپنے احساسات، اپنے نظریات کو اپنے اشعار میں اس طرح پرویا ہے کہ طبیعت مچل اٹھتی ہے۔اور زبان سے بےساختہ واہ نکل جاتی ہے۔شاعری کو زبان عطا کرنے کے لئے ایک ایک شعر پرغور وفکر، افہام وتفہیم، الفاظ کے خوبصورت اور برجستہ استعال سے شعری پیرہن کوزرنگار کرنا کوئی افتخار راغب سے سیھے۔ یہ جب شعر کہتے ہیں تو مضمون کے تحت الثر کی میں اُتر کرا حساس میں ڈوب کراپناتخلیقی سفر جاری کرتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہایے ہم عصروں میں منفر داور مرضع ساز شاعرتشلیم کئے جارہے ہیں ۔اگر بیکہا جائے کہا بنی شاعری کی عمر سے بڑی شاعری کررہے ہیں تو بے جانہ ہوگا۔ان کی شاعری صالح فکر، جمالیات،منفر دلفظیات،مضمون آ فرینی،نفساتی کیفیات،اخلاقی علیت، سنجیرگی ومتانت، حسن فصاحت و بلاغت،اورشگفتگی و بے ساختگی کے جواہرات سے مزین ہے۔جوان کی شخصیت کی آئینہ داربھی ہے۔نہایت مطیع ،سعادت مند، روش خیال، دینداراور بے لوث محبت کا دلدادہ، یہی صفات انھیں ممتاز اور معتبر کرتی ہیں۔راغب پورےوثوق اوراعتاد سےاپنے شعر کاسہارا لیتے ہوئے ہم کلام ہے: میرا احوال سنانے کی ضرورت کیا ہے ۔ ایک ہی شعر مرا کوئی سنا دے ان کو آج بھی کل کی طرح ہوں آپ کا میں افتخار لوگ کہتے ہیں مجھے راغب تو کہنے دیجئے

افتخار راغتِ محمد محمد محمد المحمد الفضائح الفضائح مين احساس

**Y**+

انہوں نے جب غزل کوغزل کے روایتی پیرائے میں برتا تو غزل کوخالص غزل کی زبان عطاکی اور بڑے دلچیسے انہمیں اظہارا حساس کیا:

مضطرب آپ کے بنا ہے جی یہ محبت بھی کیا بلا ہے جی جی جی مضطرب آپ کے بنا ہے جی جی جی جی مرا جی ہی جانتا ہے جی جی جب بھی کہا ہوں میں کتنا گھٹ گھٹ کر بیٹے الاؤ پر جب سے چلی ہے زیست میں فرقت کی سرداہر بیٹے الاؤ پر مجوری کے کرب کو جتنا راغب نے محسوس کیا ہے اور شاعری میں اظہار کیا ہے کہیں اور نظر نہیں آتا۔ معاشرے میں جورواستبداد ، ظلم وتشدد ، جرو جارحیت خاموثی سے سہنایا تما شائی بنے رہنا ، جرم عظیم سجھتے ہیں :

لوگ مجرم تہہیں سمجھ لیں گے رہ گئے آج تم اگر خاموش اپنے ایماں کا جائزہ لیجئے رہ گئے ظلم دیکھ کر خاموش اپنے کہیں بھی ظلم کی تلوار جب برستی ہے تڑ پنے لگتاہوں بے اختیار میں ہی کیوں اس ٹرپاوراضطراب کا در ماں بھی خود ہی تلاش کرتے ہیں اور زمانہ کونسخہ ہائے کیمیا پیش

کرتے ہیں:

تلوار رہنے دیجئے راغب میان میں تاثیر پیدا سیجئے اپنی زبان میں وہی ہیں ہم جنسیں سجدے کئے فرشتوں نے کبھی تو ہم کو ہمارا مقام یاد آئے ایمان ویقین سے لبریز ذہن ودل رکھتے ہیں اور زندگی کی آسائشوں، آرام طبی اور مال ومتاع

کی طرف مائل انسانوں میں فلسفہ کھیات عام کرتے ہیں:

خواہشیں بے انہا ہیں اور مسائل انگنت اور ہے مدمقابل مخضر سی زندگی مٹی کے ہیں مٹی میں مل جائیں گے رہ جائے گا چاندی سونا سمجھے نا

افتخار راغب مين احساس افظون مين احساس

شاعری ریاضت سے نہ حاصل ہوئی ہے اور نہ کسی کو حاصل ہوگی مگر یہ کہ اللہ جسے چاہے۔ فنِ شاعری کوشعر کہتے وقت انہوں نے محسوس کیا ہے اور ان کا کیا مشاہدہ ہے رقم طراز ہیں:

ایک فذکار کی راغب یہ نہیں شان کہ وہ صاحب دولت و توقیر کے پیچھے بھا گہو غزل تو لگاؤ دل و دماغ ذرا ردیف و قافیہ انچی طرح نبھا کے کہو مجھ کو اطمینان اپنے شعر پر ہوتا نہیں جب تلک دل کہ نہ دے ''اچھا ہے، پھر ارشادہو'' مراغب کا خاصہ ہے کہ یہ چست اور برجستہ شعر نحلیق کرتے ہیں۔ اس وقت تک مصرعہ لگاتے رہتے ہیں جب تک شعر میں برجستگی نہ آ جائے۔ بہی وجہ ہے کہ انہوں نے جس خیال جس موضوع کو رہتے ہیں جب تک شعر میں برجستگی نہ آ جائے۔ بہی وجہ ہے کہ انہوں نے جس خیال جس موضوع کو طبیعت غزل کی طرف زیادہ راغب ہے۔ اللہ تبارک تعالی انہیں اور بھی شبرت و بلندی عطاکر سے اور خیاب کی نئی کا کی ان کی طرف زیادہ راغب ہے۔ اللہ تبارک تعالی انہیں اور بھی شہرت و بلندی عطاکر سے اور نئی کی نامی ان کے قدم چوے ا

امجد على سرور

صدر: بزم اُردوقطر بانی وسر پرست: دبستان ادب (قطر) مورخه: ۴/نومبر ۴۰۰۰ء بروز: جعرات دوجه قطه 22

اللہ دیتا ہے عزت بھی ذلت بھی اللہ دیتا ہے عزت بھی حجوٹی شان میں کیا رکھا ہے سچے بولو افغارراغب

## حدباري تعالى

وہی جو خالق جہان کا ہے وہی خدا ہے وہی خدا ہے جو روح جسموں میں ڈالتا ہے وہی خدا ہے وہی خدا ہے

وہ جس کی حکمت کی سرفرازی، وہ جس کی قدرت کی کارسازی ہر ایک ذرہ میں رونما ہے وہی خدا ہے وہی خدا ہے

وہ بے حقیقت سا ایک دانہ، جو آب و رگل میں تھا مٹنے والا جو اُس میں کونیل نکالتا ہے وہی خدا ہے وہی خدا ہے

الگ الگ سب کے رنگ وخصلت، جدا جدا سب کے قدّ و قامت جو سارے چہرے تراشتا ہے وہی خدا ہے وہی خدا ہے

ہے علم میں جس کے ذرّہ ذرّہ، گرفت میں جس کی ہے زمانہ جو دل کے بھیدوں کو جانتا ہے وہی خدا ہے وہی خدا ہے

وہ جس نے دی مختلف زبانیں، تخیل و عقل کی اُڑانیں جو کشتی فن کا ناخدا ہے وہی خدا ہے وہی خدا ہے

کوئی تو ہے جو ہے سب سے اول ، کوئی تو ہے جو ہے سب سے آخر جو ابتدا ہے جو انتہا ہے وہی خدا ہے وہی خدا ہے

مصیبت و درد و رنج وغم میں، حیات کے سارے پیج وخم میں ۔ تو جس کو راغب، پکارتا ہے وہی خدا ہے وہی خدا ہے

### نعت

کیوں نہ اِس راہ کا ایک ایک ہو ذر ہو روش جب ہے سرکار کا ہر نقشِ کن پا روش

جس کو حاصل ہو رضا اور شفاعت اُن کی ہے اُسی شخص کی قسمت کا ستارا روشن

آپ آئے ہیں اندھیروں کو مٹانے کے لئے کیوں نہ ہو آپ کا ہر طور طریقہ روثن

حبِّ سرکارِ دوعالمٌ جو بسالے دل میں دونوں عالم میں ہو اُس شخص کا چہرہ روشن

د کھے کر ظلم نہ بیٹھے گا وہ بے حس کی طرح جس کے سینے میں ہے ایمان کا جذبہ روشن

زندگی کھر وہ جلائے گا محبت کے چراغ آپ کے نور سے جس کا ہے عقیدہ روش

آپ کے حاہنے والوں کی کہی حاہت ہے شمع ایماں رہے سینے میں ہمیشہ روشن

جس کو حاصل نہیں آ قا کی غلامی راغب دین روشن ہے نہ اس شخص کی دنیا روشن

### مناحات

ہو مشعلِ ہدایت قرآن زندگی بجر قائم رہے خدایا ایمان زندگی بجر

تیرا کرم ہے تو نے مومن ہمیں بنایا بھولیں نہ ہم یہ تیرا احسان زندگی بھر

تو ہی ہمارا خالق، رازق بھی تو ہمارا تو ہی کرے گا مشکل آسان زندگی بھر

تیرے کرم سے کشتی جب ہے رواں ہماری یارب رہے معاون طوفان زندگی بھر بندے جو راہِ حق پر ہیں گامزن خدایا بھٹکا سکے نہ ان کو شیطان زندگی بھر

عہدِ طفولیت ہو پیری ہو یا جوانی مجبور و ناتواں ہے انسان زندگی بھر

سارے جہان کو ہم پیغامِ حق سائیں کوشش یہی ہو اپنی ہر آن، زندگی بھر

تیری خوثی کی خاطر ہر شے نثار کر دیں روشن رہے یہ دل میں ارمان زندگی بھر

راغب کو بخش دے تُو صبر و سکوں کی دولت جگمگ رہے لبول پر مُسکان زندگی بھر



جی چاہتا ہے جینا جذبات کے مطابق حالات کر رہے ہیں حالات کے مطابق

جس درجہ ہجر رُت میں آئھیں برس رہی ہیں غولیں بھی اُگ رہی ہیں برسات کے مطابق

سکھ چین اور خوشی کا اندازہ مت لگاؤ اسباب و مال و زر کی بہتات کے مطابق

ہو شہرِ خوش نما کی حاصل ہر اِک سہولت ماحول پُرسکوں ہو دیہات کے مطابق

دیکھو خلوصِ بیّت جذبات اور محبت مت حاہتوں کو تولو سوغات کے مطابق

حادر کے ہی مطابق کھیلاؤ پاؤں راغب مطابق معیارِ زیست رکھو اوقات کے مطابق

بات کہنی تھی ایک بر موقع وقت نے کب دیا مگر موقع

تم بہت سوچنے کے عادی ہو تم گنواتے رہو گے ہر موقع

دل کی ایک ایک بات رکھ دوں گا مل گیا اب مجھے اگر موقع

جانے کب ہاتھ سے نکل جائے زندگی کا یہ مخضر موقع موسم ہجر میں برسنے کو کم نہیں تم کو چشم تر موقع

تم نے تاخیر کر دی آنے میں اب کہاں میرے چارہ گر موقع

لگ رہا ہے کہ مل نہ پائے گا تم سے ملنے کا عمر بھر موقع

روز فتنہ کوئی اُٹھانے کا ڈھونڈ لیتے ہیں فتنہ گر موقع

اہلِ دانش بھی اب کہاں راغب بات کرتے ہیں دکھ کر موقع

کتنے دن اور کئی برس یونہی کیا تڑیتے رہیں گے بس یونہی

اِن کی رُسوائیوں پہ جیرت کیا منھ کی کھاتے ہیں بوالہوس یونہی

کم اُپجتی ہیں کام کی چیزیں اُگتے رہتے ہیں خار وخس یونہی ہم ہی کیا کیا گمان کر بیٹھے اُس نے پوچھا تھا حال بس یونہی

چاہتے ہو کہ خونِ دل نہ جلے فن پہ حاصل ہو دسترس یونہی

وقت آتے ہی توڑ جاتے ہیں سارے رشتوں کو ہم نفس یونہی

یونهی یاد آ گیا کوئی راغب اور آنکھیں گئیں برس یونهی



۳۴



چاند تاروں سے دوستی تھہری دل کے آگن میں روشنی تھہری

سارے الزام آ گئے مجھ پر اِک خطا بھی نہ آپ کی تھہری

میں کہ سادہ سا آدمی تھہرا اور جنت کی وہ بری تھہری

یونہی کب تک رہے گی اے مالک! میرے ہونٹوں پہ تشکی کھہری

اُن سے بچھڑے تھے جس گھڑی راغب ہے وہیں سوچ کی گھڑی کھہری



ڈوب جانا ہی اُس کو تھا آخر کچی مٹی کا تھا گھڑا آخر

کھ ہمیں بھی چلے پتہ آخر آپ کیوں ہو گئے خفا آخر

کام آتی نہیں کوئی تدبیر کیا ہے قسمت میں اے خدا آخر

عہد فرقت میں بھی دھڑ کنے کا کر لیا دل نے حوصلہ آخر

دور بھی کون اس قدر ہوتا كون اتنا قريب تھا آخر

ہم نے کوشش ہزار کی راغب ہونا تھا جو وہی ہوا آخر

مضطرب آپ کے بنا ہے جی بیہ محبت بھی کیا بلا ہے جی

جی رہا ہوں میں کتنا گھٹ گھٹ کر بیہ مرا جی ہی جانتا ہے جی

میرے سینے میں جو دھڑ کتا ہے میرا دل ہے کہ آپ کا ہے جی آپ اُن کو بُرا سجھتے ہیں اپنا اپنا مشاہدا ہے جی

اتنے انجان آپ مت بنئے آپ لوگوں کو سب پتا ہے جی

کیا بتاؤں کہ کتنی شدت سے تم سے ملنے کو چاہتا ہے جی

چند یادیں ہیں چند سپنے ہیں اینے حصے میں اور کیا ہے جی

ہجر آلود زندگی راغب زندگی ہے کہ اِک سزا ہے جی ٣٨



چشم تر کو زبان کر بیٹھے حال دل کا بیان کر بیٹھے

تم نے رسماً مجھے سلام کیا لوگ کیا کیا گمان کر بیٹھے

ایک بل بھی کہاں سکون سے ہیں آپ کو جب سے جان کر بیٹھے

پیتیوں میں تبھی گرا ڈالا اور تبھی آسان کر بیٹھے

آس کی شمع شمناتی رہی ہم کہاں ہار مان کر بیٹھے

ایک بل کا یقیں نہیں راغب اک صدی کا بلان کر بیٹھے

اک بڑی جنگ لڑ رہا ہوں میں ہنس کے تجھ سے بچھٹر رہا ہوں میں

جیسے تو نے تو کچھ کیا ہی نہیں سارے فتنے کی جڑ رہا ہوں میں

اِک بِرے واسطے رفیقِ دل اِک جہاں سے جھگڑ رہا ہوں میں زندگانی مِری سنور جاتی گر سمجھتا گبڑ رہا ہوں میں

سادگی سے غزل کی چادر پر گوہرِ فکر جڑ رہا ہوں میں

کوئی چشمہ مجھی تو پھوٹے گا اپنی ایڑی رگڑ رہا ہوں میں

آپ اپنا حریف ہوں راغب آپ اپنے سے لڑ رہا ہوں میں 17



چاره گر چاره دهوندتا ره جائے عشق نامحرم دوا ره جائے

آرزو ہے کہ اب بڑے در پر سر جھکا ہے تو پھر جھکا رہ جائے

ر ہگذارِ غزل پہ تابندہ اے خدا میرا نقشِ یا رہ جائے

کوئی خواہش رہے نہ سینے میں تجھ سے ملنے کا آسرا رہ جائے

یونہی سایہ نگن مرے مولی سر پہ ماں باپ کی دعا رہ جائے

عشق میں وہ کمال پیدا کر حسن حیرت سے دیکھتا رہ جائے

شام کو سو لگے سورے سو زخم تازہ ہیں دل یہ میرے سو

بھیس میں خواہشوں کے بیٹھے ہیں ا دل میں سکھ چین کے کٹیرے سو

د کھے سکتے نہیں تو کم سے کم تیرے گھر کے لگا لیں پھیرے سو حرف ایثار سے ہے واقف تو دوست بنتے رہیں گے تیرے سَو

اپنی آب و ہوا کی فکر کرو ہم پرندوں کے ہیں بسیرے سُو

وقت بدلا تو لوگ بھی بدلے ملنے والے تبھی تھے میرے سُو

یونہی جگمگ نہ ہوگا جگ راغب روشی ایک ہے اندھیرے سو



ول ہے بے بس مجھے بھلانے میں بن بڑے کچھ نہیں زمانے میں

تخت اور تاج کھو دئے ہم نے برمِ شعر و سخن سجانے میں

پھوٹ پڑتے ہیں آنکھ سے آنسو موڑ آتے ہیں وہ فسانے میں کس نتیج پر آپ پہنچ ہیں کٹ گئی عمر آزمانے میں

درد وغم سے اگر ہو دل لبریز خون جلتا ہے مسکرانے میں

چند تنکے ہیں تیری یادوں کے کچھ نہیں دل کے آشیانے میں

کاش خود کو بھی دیکھتے راغب رہ گئے انگلیاں اٹھانے میں



شام غم کی نہیں سحر شاید یونہی تربیں گے عمر بھر شاید

حال دل سے مرے ہیں سب واقف ایک تو ہی ہے بے خبر شاید

روز دیدار تیرا کرتا ہوں تجھ کو حیرت ہو جان کر شاید

وہ بھی میرے لیے تڑیتے ہوں ابيا ممكن نہيں مگر، شايد

شاخ اُمید سنر ہے اب بھی آ ہی جائے کوئی شمر شاید

دل تو کر لے گا ضبط غم راغب ساتھ دے گی نہ چشم تر شاید



شدّتِ اضطرابِ مانگے ہے دل کوئی انقلاب مانگے ہے

ان کی حجکتی نظر سے ہے ظاہر ان کی فطرت حجاب مانگے ہے

میرے خوابول میں آ کے ایک یری این هے کے خواب مانگے ہے

کیوں جوانی ہے خواہاں بچین کی کیوں بڑھایا شاب مانگے ہے

روح تسكين جان و دل کے لئے ہم سے کارِ ثواب مانگے ہے

مجھ سے راغب ادائے جانِ غزل دل نشیں انتساب مانگے ہے

لب ہیں خاموش، چشمِ تر خاموش سب ہیں تیرے جواب یر خاموش

ظلم سہتے رہے جہاں بھر کے ہم اِدھر اور تم اُدھر خاموش

لوگ مجرم شمصیں سمجھ لیں گے رہ گئے آج تم اگر خاموش

کوئی طوفان اُٹھ کے رہتا ہے جب بھی آتے ہیں وہ نظر خاموش

اُن پہ کہتا رہا غزل اور وہ داد دیتے رہے مگر خاموش مجھ کو لگتا ہے ڈر ارے ظالم دیکھ کر تجھ کو اِس قدر خاموش

سب سمجھتے رہے ہمیں نادان ہم لگاتے رہے شجر خاموش

عمر کھر خواہشوں کے کشکر سے جنگ کڑتا رہا مگر خاموش

اینے ایمال کا جائزہ کیجئے رہ گئے ظلم دیکھ کر خاموش

کون آتا ہے کون جاتا ہے ''تکتے رہتے ہیں بام و در خاموش''

اہلِ دانش کی برم میں راغب اچھ لگتے ہیں ہے ہنر خاموش ۵٠



تیرا چہرا مرے خیالوں میں چاند روشن ہو جیسے ہالوں میں

وہ سمجھتا تھا مدعا دل کا مجھ کو الجھا دیا سوالوں میں

وہ بھی کیا عمر بھر کریں گے یاد کوئی تھا اُن کے ملنے والوں میں

کوئی تیری مثال کیا دے گا تو ہے بے مثل بے مثالوں میں

میرے اشعار میں اُتر کر دیکھ کرب کتنا ہے میرے نالوں میں

وہ جو ڈرتے نہیں زمانے سے ہم بھی راغب ہیں اُن جیالوں میں

لڑتے لڑتے عموں کے لشکر سے سخت جال ہو گیا ہوں اندر سے

ابنِ آدم کے حوصلوں کی قشم کیا لڑے گا کوئی مقدر سے

ہجر کی سرد رُت سے واقف تھے ڈھک لیا دل کو غم کی چادر سے اِک ٹھکانہ نصیب ہو یارب یونہی کب تک رہیں گے بے گھرسے

ہے وطن ہو تو پھر بڑے گا ہی واسطہ روز روزِ محشر سے

راہِ الفت کا سنگِ میل ہوں میں کیا ہٹائے گا کوئی تھوکر سے

چار سر پر سوار ہیں راغب اِک بلا کیا ٹلی مرے سر سے

دل میں جب دل نشیں کی خوشبو ہو ہر طرف یاسمیں کی خوشبو ہو

علم و فن کے تمام گوشوں میں اردوئے آنگییں کی خوشبو ہو

فن وہی ہے کہ جس سے ہونٹوں پر آفریں آفریں کی خوشبو ہو

دیں سیاست سے پاک ہو جائے اور سیاست میں دیں کی خوشبو ہو

خاکِ ہستی کی آرزو راغب آساں تک زمیں کی خوشبو ہو

صاف ستھری فضا بگاڑیں گے سب کو اہلِ ریا بگاڑیں گے

کاٹ دیں گے اگر درختوں کو گھر کی آب و ہوا بگاڑیں گے

بیٹھ سکتے نہیں سکون سے وہ کچھ بنائیں گے یا بگاڑیں گے سرپرسی میں جو ہو شیطاں کی اُس کو انسان کیا بگاڑیں گے

راہ کوئی نہ جن کو راس آئی وہ ہر اِک راستہ بگاڑیں گے

علم جس کا نہ کچھ بگاڑ سکا اُس کو ہم آپ کیا بگاڑیں گے

پھر یہ ماحول امن کا راغب امن کے دیوتا بگاڑیں گے



جو خوشامد شعار ہوتے ہیں صرف مطلب کے یار ہوتے ہیں

دولتِ دردِ دل ہے جن کے یاس وہ بڑے غمگسار ہوتے ہیں

مطمئن زندگی میں ہر صورت اہلِ صبر و قرار ہوتے ہیں

کھاتے رہتے ہیں جو قتم وہ کہاں قابلِ اعتبار ہوتے ہیں

شعر ہوتے ہیں بے شار مگر سب کہاں شاہکار ہوتے ہیں

آپ جیسے ہی اہلِ فن راغب باعثِ افتخار ہوتے ہیں



نیند آئے تو خواب بھی آئے ہو ملاقات بال بچوں سے

قدرتی طور پر جڑے ہیں میاں سب کے جذبات بال بچوں سے

دور رہ کر رکھے گا کیا کوئی ربط دن رات بال بچوں سے

خیریت چاہئے تو مت رکھنا اختلافات بال بچوں سے

ملنے دیتے نہیں مجھے راغب میرے حالات بال بچوں سے

اچھے دنوں کی آس لگا کر میں نے خود کو روکا ہے سپنوں کی دیوار اُٹھا کر میں نے خود کو روکا ہے

میں نے خود کو روکا ہے جذبات کی رو میں بہنے سے دل میں سو ارمان دبا کر میں نے خود کو روکا ہے

فرقت کے موسم میں کیسے زندہ ہوں تم کیا جانو کیسے اِس دل کو بہلا کر میں نے خود کو روکا ہے سب کچھ چھوڑ کے تجھ سے ملنے آ جانا دشوار نہیں مستقبل کا خوف دلا کر میں نے خود کو روکا ہے

کٹتے کہاں ہیں ہجر کے لیمے پھر بھی ایک زمانے سے تیری یادوں سے بہلا کر میں نے خود کو روکا ہے

واپس جانے کے سب رستے میں نے خود مسدود کئے کشتی اور پتوار جلا کر میں نے خود کو روکا ہے

جب بھی میں نے جاہا راغب دشمن پر ملغار کروں خود کو روکا ہے خود کو روکا ہے

آكر دل كو سمجها جاتے تو كيا جاتا بس ايك جھلك دِكھلا جاتے تو كيا جاتا

کیا جاتا اگر تھوڑا سا پیار جتا جاتے ہنس بول کے دل بہلا جاتے تو کیا جاتا

برسوں سے تمھارے شہر میں آ کر تھہرا ہوں مجھی بھولے بھٹکے آ جاتے تو کیا جاتا اِس تشنہ لبی کو اِک ڈھارس تو بندھ جاتی تم بادل بن کر چھا جاتے تو کیا جاتا

ویسے تو بہت محفوظ ہو دل کے درین میں اِک تازہ عکس بنا جاتے تو کیا جاتا

اِک دیوانے کی خاطرداری کی خاطر اِک پھر لے کر آ جاتے تو کیا جاتا

راغب کو جلایا ہے تم نے اکثر ہی مگر غیروں کے دل بھی جلا جاتے تو کیا جاتا

یادوں کی نرم رضائی ہے مرے ھے میں میں تنہا ہوں تنہائی ہے مرے ھے میں

مرے حصے میں ارمانوں کا اِک صحرا ہے نادیدہ آبلہ پائی ہے مرے حصے میں

وہاں موج اُڑاتے گھر والے یہ کیا جانیں یہاں سوکھی روٹی آئی ہے مرے حصّے میں

مرے بھائی نے مرے گھر کا نقشہ بدل دیا اب آدھی سی انگنائی ہے مرے صے میں

سے کہ ہر اِک انسان سمجھتا ہے راغب میں سیا ہوں سیائی ہے مرے صے میں

جھوٹے کا انجام برا ہے سے بولو سچائی کا سر اونچا ہے سے بولو

دل میں ہردم خوف ہے سچ کھل جانے کا یوں جینا بھی کیا جینا ہے سچ بولو

جھوٹے کے چہرے پہ اگر رعنائی ہے سچے کا چہرا کیسا ہے سچے بولو جھوٹ نہ جانے کتنے رنگ بدلتا ہے سچ پر کوئی رنگ چڑھا ہے سچ بولو

جیون کیا ہے آندھی میں اِک ریت کا گھر کتنے میں زندہ رہنا ہے سے بولو

اللہ دیتا ہے عزت بھی ذلت بھی جھوٹی شان میں کیا رکھا ہے سچ بولو

پیر و پیمبر تک راغب محدود نہیں سارا عالم بول رہا ہے سے بولو

اپنے احساسات کی باتیں کرتے ہیں شعروں میں جذبات کی باتیں کرتے ہیں

باتیں کرتے ہیں جب جب اہلِ حق کی شعلوں کی برسات کی باتیں کرتے ہیں

اپنی حالت سے بھی ہیں جو ناواقف دنیا کے حالات کی باتیں کرتے ہیں مظلوموں پر کیا کیا گزری، کیوں گزری بچوں سے گجرات کی باتیں کرتے ہیں

دنیا میں ہم پیڑ لگانا بھول گئے جنت کے باغات کی باتیں کرتے ہیں

آس کے دِیے جلا کر کالی راتوں میں چاند اور چاندنی رات کی باتیں کرتے ہیں

اوروں کی قربانی ان کو یاد نہیں اپنی ہی خدمات کی باتیں کرتے ہیں

کم ظرفوں کی راغب ہے بھی ہے بہچان ہردم اپنی ذات کی باتیں کرتے ہیں

اِک چہرہ نایاب دِکھائی دیتا ہے خوابوں میں بھی خواب دِکھائی دیتا ہے

کون ہے وہ جس کی خاطر سے پاگل دِل ہر لمحہ بے تاب دِکھائی دیتا ہے

تیرے ہی جلووں سے مِرے افسانے کا روش اِک اِک باب دِکھائی دیتا ہے

پہلی جاہت کا ننھا سا پودا بھی جیون کھر شاداب دِکھائی دیتا ہے

سپنوں کی جب کوئی نبتی نبتی ہے بے موسم سیلاب دِکھائی دیتا ہے

کھٹتی عمر کی دولت کس کو دکھتی ہے بس مال و اسباب دکھائی دیتا ہے

دِکھ جائے جب راغب وہ روش چہرہ پھر کس کو مہتاب دِکھائی دیتا ہے

ٹھیک نہیں ہے رونا دھونا سمجھے نا رونا کیا غمگیں بھی نہ ہونا سمجھے نا

تیری یادوں سے ہی جگمگ جگمگ ہے میرے دل کا کونا کونا سمجھے نا

فرقت کا اِک بار مزہ چکھ لو گے تو آ جائے گا پھوٹ کے رونا سمجھے نا جان چلی جائے گی مری یونہی اِک دن مجھ سے بھی ناراض نہ ہونا سمجھے نا

مٹی کے ہیں مٹی میں مل جائیں گے رہ جائے گا جاندی سونا سمجھ نا

کوشش کر لو اتنا بھی آسان نہیں لفظوں میں احساس پرونا، سمجھے نا

پردیسی کو چین کہاں حاصل راغب گھر جا کر آرام سے سونا سمجھے نا

توڑ کے دل کو کیا ملتا ہے سے بولو دل کو تم نے سمجھا کیا ہے سے بولو

تم کیا جانو وصل کی لڈت ہجر کا غم تم نے کسی سے پیار کیا ہے سچ بولو

کس کے خواب سے آئکھیں روشن روشن ہیں کون تصور میں رہتا ہے سپج بولو

کس کی غزلیں ذہن پہ چھائی رہتی ہیں کس کے شعر کا دل شیدا ہے سچ بولو

تم کو کسی سے عشق نہیں یہ پیج ہے مگر کون شمصیں اچھا لگتا ہے پیچ بولو

اِک اِک لمحہ گِن کر کاٹ رہا ہوں ہجر کے دن یا پیچر کاٹ رہا ہوں

کاٹ رہا ہوں جیون اِک صحرا میں مثل بگولا چکر کاٹ رہا ہوں

پردیسی ہوں دکھے لے اے تیرہ شب کتنی مصیبت دن بھر کاٹ رہا ہوں بچین سے ہی دل کی دیواروں پر نام برا لِکھ لِکھ کر کاٹ رہا ہوں

دشتِ فرقت میں دکھ کے خار و خس میں بھی تیرے برابر کاٹ رہا ہوں

فکر کے اُونچے پربت پر برسوں سے اِک تیرا ہی پیکر کاٹ رہا ہوں

ایک پہ میرا دل راغب ہے راغب اک محور پر چکر کاٹ رہا ہوں

یاد بہت جب اپنے آتے ہیں کیسے کیسے سینے آتے ہیں

کچھ آتے ہیں دل کو تڑیانے اور کچھ لوگ تڑینے آتے ہیں

ریگِ روال کی صورت اُڑ اُڑ کر صحراوَل میں کھینے آتے ہیں

جاتے ہیں یادوں کے گہر چننے یاد کی مالا جینے آتے ہیں

قسمت جن کو چن لے وہ راغب ہجر کی آگ میں تینے آتے ہی



کھڑکیاں گم صُم ہیں بام و در اُداس تیرے جانے سے ہے سارا گھر اُداس

کس کو ہے احساس میرے درد کا کون ہوتا ہے جھے بڑھ کر اُداس

صبح دم بل بھر کو آئی تیری یاد اور مجھے دیکھا گیا دن بھر اُداس

ساری شوخی چھین کی اِک شوخ نے ہو گیا وہ چہرۂ خوش تر اُداس

حیار دن کی زندگی ہے ہنس کے جی عمر بونہی مت گنوا رہ کر اُداس

کون ہے راغب اُداسی کا سبب کس لئے رہتا ہے دل اکثر اُداس



خواب میں دیدار کیا تیرا ہوا دل اُسی منظر میں ہے اُلجھا ہوا

اے غم دورال وہ عشق اولیں اور اُس دیوانگی کو کیا ہوا؟

اشک بن جاؤں میں اُس کی آنکھ کا مجھ کو جب کوئی ملے روتا ہوا

رکھ یقیں اچھا ہی ہوگا عمر بھر اور جو کچھ بھی ہوا اچھا ہوا

ہو گئے اشعار عکس زندگی دل ہمارا جب سے آئینا ہوا

كوشش پيهم بھى تھى راغب مگر جو ہوا تقدیر کا لکھا ہوا

وشمنوں کا لاؤ لشکر دیکھئے دیکھئے حجرے سے باہر دیکھئے

د کیھئے اپنی نگاہوں سے ہمیں اُن کی عینک مت لگا کر دیکھئے

خوف و رہشت کو مٹانے کے لئے قتل و غارت کا پیر منظر دیکھئے بن رہا ہے دیوتا جو امن کا اُس کا لہجہ اُس کے تیور دیکھئے

وہ تو ہمدم تھا کوئی دشمن نہ تھا آ گیا اس کا بھی نمبر دیکھئے

دیکھتے ہی دیکھتے سب مٹ نہ جائے جو بچا ہے سو بچا کر دیکھئے

جال میں اپنے پھنسانے کے لئے کیا چلاتا ہے وہ چکر دیکھئے

ختم ہو جائے لڑائی پیج میں اِس لئے پڑتا ہوں بھائی پیج میں

میں وطن میں فون کرتا رہ گیا رہ گئی ساری کمائی بیچ میں

بھائی بھائی کو جھگڑتا دیکھ کر پڑ گیا دشمن کا بھائی بھی میں ڈھو رہا ہے کم سیٰ سے گھر کا بوجھ چھوڑ کر اپنی پڑھائی بیچ میں

ہر طرف ہے تیری یادوں کا ہجوم اور میری حیاریائی چے میں

کر رہے ہو تم سفر سوئے بہشت دیکھنا دنیا ہے بھائی بھی میں

ساتھ چلنے کا تھا وعدہ عمر بھر کر گیا وہ بے وفائی بھے میں

حیارہ گر سے کیوں ہے راغب وہ خفا حجھوڑ دی جس نے دوائی کے میں

عکس آئکھوں نے تمھارا رکھ دیا دل میں گویا ماہ پارا رکھ دیا

آسال نے دُور تارے سے زرے میری قسمت کا ستارا رکھ دیا

زندگی ہے بوجھ پر ایبا نہیں جب جہاں جاہا اُتارا رکھ دیا

مسکرا کر اِک ادائے خاص سے دل ہی رکھنا تھا ہمارا رکھ دیا زیست کا دل ہی اٹاشہ تھا جسے کر کے اُس نے پارا پارا رکھ دیا

میں نے غزلوں کے حسیس جزدان میں فکر کا ہر اِک سیارا رکھ دیا

عزم کے بڑھتے ہوئے سیاب نے موڑ کر دریا کا دھارا رکھ دیا

گردشِ ایّام نے پندار کا پھوڑ کر اِک اِک غبارا رکھ دیا

ہے کلی راغب رہے گی عمر بھر دیا دل میں اُس نے وہ شرارا رکھ دیا



ایک رشتہ درد کا ہے میرے اُس کے درمیاں پھر بھی کتنا فاصلہ ہے میرے اُس کے درمیاں

میرے اُس کے درمیاں یونہی رہیں گی رنجشیں کوئی جب تک تیسرا ہے میرے اُس کے درمیاں

بات ہم دونوں کی ہے ہم خود نمٹ لیں گے اسے کیوں زمانہ بولتا ہے میرے اُس کے درمیاں

کل تلک تھے ساتھ ہم اِک دوسرے کے اور آج مدتوں کا فاصلہ ہے میرے اُس کے درمیاں

چھوٹی موٹی رجشیں ہیں خود بہ خود مٹ جائیں گی اور ابھی بگڑا ہی کیا ہے میرے اُس کے درمیاں

اُس کو بھی ہو جائے گی مجھ سے محبت پر ابھی گفتگو کا سلسلہ ہے میرے اُس کے درمیاں

آرزو دل کی ہے راغب عمر بھر روش رہے جو یقیں کا اِک دیا ہے میرے اُس کے درمیاں

۸۵



جب ادائے حسن میں ظالم ادائیں آگئیں اوس دل بے تاب کے سر پر بلائیں آگئیں

دل جلاتی اور کرتی سائیں سائیں آگئیں پھر تمھاری یاد کی یاگل ہوائیں آگئیں

دل ہی دل میں کوئی دل سے یاد کرتا ہے مجھے دل سے دل تک دل دھڑکنے کی صدائیں آگئیں

پھر خطا مجھ سے ہوئی، پھر بھولنا چاہا تخھے پھر تری یادیں مجھے دینے سزائیں آگئیں

خوف و دہشت ہے عیاں ان کے ہراک انداز سے زد یہ کس شہباز کی سب فاختا کیں آگئیں

کون ہے جو چاہتا ہے مجھ کو راغب اِس قدر ہر بلا کو ٹالنے جس کی دعائیں آگئیں

اک طرف باطل کا لشکر میں اکیلا اِک طرف اور تماشائی بنی ہے ساری دنیا اِک طرف

اِک طرف کبر و ریا کمر و دغا کی بجلیاں اُلفت و مہر و وفا کا بول بالا اِک طرف

اک طرف ہیں وقت کے سارے ہی جھوٹے متحد صورتِ کوہِ گراں اک شخص سچا اک طرف

اِک طرف جور و جفا، ظلم و ستم کی آندهیاں جل مرف جور و جفا، طلم و ستم کا اِک طرف جل رہا ہے اِک دیا صبر و رضا کا اِک طرف

اپنی مرضی کی اڑانیں بھر نہیں سکتے پرند کٹ گئے ہوں جیسے ان کے بال ویریردیس میں

سونے چاندی کے ثمر لگتے ہیں واں ہر پیڑ پر ہر کوئی آتا یہی کچھ سوچ کر پردیس میں

مجھ سے ہے جانِ غزل کا یہ تقاضا ہر گھڑی تم غزل سے ہو نہ جانا بے خبر پردیس میں

دلیں ہے پردلیں کی مانند اُن کے واسطے جن کو رہنا ہے گوارا عمر بھر پردلیں میں

وقت اور حالات نے راغب کیا مجبور یوں مجھ کو رہنا ہی پڑا تھک ہار کر پردلیس میں

کیے بے کل ہو نہ ہم پردیسیوں کی زندگی تنہا جی رہے ہیں غیر فطری زندگی

زندگی کیا چیز ہے پوچھو اُسی انسان سے غیر کی خاطر مٹا دی جس نے اپنی زندگی

خواہشیں بے انہا ہیں اور مسائل اُن گنت اور مسائل اُن گنت اور مسائل اُن گنت اور سے مدِّمقابل مخضر سی زندگی

گاہے گاہے زندگی سے زندگی ملتی رہی رفتہ رفتہ کٹ گئی فشطوں میں ساری زندگی

موسمِ فرقت میں راغب سب کو حاصل ہے یہی الجھی زندگی ہوئی خوابوں میں الجھی زندگی

بھول بیٹھا ہوں جنوں میں اپنے گھر کا راستہ ہاں گر بھولا نہ تیرے بام و در کا راستہ

آپ آئیں تو کھلیں پھر آرزؤں کے گلاب آپ ہی کا منتظر ہے دل گر کا راستہ

ٹوٹ کر برسی ہیں آئکھیں موسم فرقت میں یوں زد میں ہے سیلاب کی خوابوں کے گھر کا راستہ

سوچ لو عزمِ سفر سے قبل پھر تم سوچ لو پرُخطر، پُرخار ہے اہلِ نظر کا راستہ

کھو چکے چین اور سکوں دل کا تو اب غم کس لئے آپ ہی تو دیکھتے تھے مال و زر کا راستہ

کھے نہیں دِکھتا ہے لیکن دیکھتے ہیں رات دن اپنی بوڑھی آنکھ سے نورِ نظر کا راستہ

راستے یوں تو ہزاروں ہیں مگر اے زندگی ایک سیدھا راستہ خیرالبشر کا راستہ

فون اور ای میل میں راغب ہے وہ لڈت کہاں لطف تھا جو دیکھنے میں نامہ بر کا راستہ

اہرِ غم حصِٹ جائے اس کی آس کیا کرتا کوئی میرا دل ہی تھا بہت حسّاس کیا کرتا کوئی

ہاتھ میں رکھ کر قلم قرطاس کیا کرتا کوئی مر گیا انسان کا احساس کیا کرتا کوئی

تھا مری صحرا نوردی میں یہی رختِ سفر میں کہا کرتا کوئی میرے ہونٹوں سے چرا کر پیاس کیا کرتا کوئی

دوسروں کو دوش دینے سے تو کچھ حاصل نہیں میری قسمت ہی میں تھا بن باس کیا کرتا کوئی

تھی جہاں مفقود راغب اصلی نقلی کی پرکھ رکھ کے اصلی گوہر و الماس کیا کرتا کوئی



اتنا افسردہ نہ اے میرے دلِ ناشاد ہو بھول جا باتیں پُرانی، شاد ہو، آباد ہو

کامیابی اور ناکامی کی باتیں بعد میں پہلے تم کو عشق کا پہلا سبق تو یاد ہو

یہ بھی ممکن ہے کہ شہیر ہی کو میرے دیکھ کر پُر شکنتہ ہو گئی خود ہمتِ صیاد ہو

مجھ کو اطمینان اپنے شعروں پر ہوتا نہیں جب تلک دل کہہ نہ دے' اچھا ہے ، پھر ارشاد ہو'

اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچنا پھر بولنا دل میں اتنا خوف کیوں ہے تم اگر آزاد ہو

کیسے تیری شوخی گفتار پر راغب ہوا استیار کے سخن شاید سختے بھی یاد ہو

کل تلک تھے کسی اُمڈے ہوئے دریا کی طرح آج ہیں بیاس سے جھلسے ہوئے صحرا کی طرح

وفت کی ریت پہ حالات کے طوفانوں میں زندگی خاک ہوئی نقشِ کفِ پا

پیاس ہونٹوں پہ سجا کر میں اِسی آس میں ہوں جائیں وہ برکھا کی طرح جانے کس روز برس جائیں وہ برکھا کی طرح

دور اندیش نگاہوں کی بصیرت کی قشم کوئی دشمن نہیں اندیشہ فردا کی طرح

ناز تھا اِس دلِ خوش فہم کو جس پر راغب بے وفا ہو گیا وہ شخص بھی دنیا کی طرح

مرکزِ فکر ہے منظورِ نظر ہے کوئی یوں بظاہر تو نہیں کوئی مگر ہے کوئی

اُس کی باتیں ہیں کہ شاعر کی مرضع غزلیں لحن اُس کا ہے کہ جادو کا اثر ہے کوئی

آرزؤں کی یہاں بھیٹر لگی رہتی ہے دل ہے میرا کہ تمناؤں کا گھر ہے کوئی

جس کی خاطر مری آئھیں ہیں بیاکل ہردم قرّ قالعین ہے فردوسِ نظر ہے کوئی کشتی زیست ڈبونے کے لئے سربستہ جسم کے بحر میں سانسوں کا بھنور ہے کوئی

باعثِ فخر اگر شعلہ بیانی ہے تو کیوں تیری باتوں میں کشش ہے نہ اثر ہے کوئی

کھو گیا ہوں میں تخیّل کی کسی وادی میں فکر در فکر ستاروں کا سفر ہے کوئی

مدّ توں قبل کیا تھا کوئی وعدہ تم نے منتظر اب بھی سرِ را ہگذر ہے کوئی

ایسے اِترائے وہ پھرتا ہے ہمیشہ راغب جیسے اُس کے لگا سُرخاب کا پر ہے کوئی

جب سے اُس پیکرِ تنور کے بیچھے بھاگے پھر کسی خواب نہ تعبیر کے بیچھے بھاگے

بھاگتے رہ گئے پیچھے ہی بڑے اے دنیا جو بڑی زلفِ گر ہگیر کے پیچھے بھاگے

بعد میں شوق سے تقدیر کا رونا رونا کیا بھی تم کسی تدبیر کے پیچھے بھاگے اس پہ ایمان ہمارا ہے مگر ہم ہرگز موند کر آئھ نہ تقدیر کے پیچھے بھاگے

قول اور فعل میں کچھ میل نہیں اے واعظ کوئی کیسے بڑی تقریر کے پیچے بھاگے

بھاگنے کا ہو جسے شوق وہ سب سے پہلے اپنے کردار کی تغمیر کے پیچھے بھاگے

ایک فنکار کی راغب یہ نہیں شان کہ وہ صاحب دولت و توقیر کے پیچھے بھاگے

91



دو گھڑی بیٹھ کے دو بات نہیں ہو سکتی کیا مجھی تجھ سے ملاقات نہیں ہو سکتی

اے محبت نہ برا مان کہ اب اِس دل سے پہلی حیامت سی مدارات نہیں ہو سکتی

دل کو ڈھارس تو میں دیتا ہوں گر لگتا ہے عمر بھر تجھ سے ملاقات نہیں ہو سکتی

کیا کہوں شعر میں تجھ پر کہ کسی صورت بھی چھوٹا منہ اور بڑی بات نہیں ہو سکتی

بس گیا ہے تو کچھ اِس طرح مِری رگ رگ میں اب الگ بچھ سے مِری ذات نہیں ہو سی

دن اگر آج منوّر ہے بڑی قسمت کا مت سمجھنا کہ سیہ رات نہیں ہو سکتی

اہلِ باطل کے لیے دین نہ دنیا روشن دونوں عالم میں ہے سیائی کا چہرہ روشن

کون اُس آہنی دیوار سے طرائے گا جس کے سینے میں شہادت کا ہے جذبہ روش

مات بھی کھائیں تو ٹوٹے نہ ہماری ہمت آس کی شمع رہے دل میں ہمیشہ روشن

چاند سورج نہ چراغوں کے جلا دینے سے ذہن و دل اور نظر سے ہے یہ دنیا روشن

جب بھی چنگاری کوئی یاد کی بھڑکی راغب کر دیا دل نے دیا ایک غزل کا روشن

جب تلک خود پہ بھروسا نہیں ہونے والا تیرا مقصد کوئی پورا نہیں ہونے والا

جس کو معلوم ہے دنیا کی حقیقت اے دوست وہ مجھی طالبِ دنیا نہیں ہونے والا

لاکھوں اشعار بھی کہہ دوں یہ بھی بھی شاید درد کا تیرے احاطا نہیں ہونے والا آتشِ عشق کی لگ جائے ہوا بھی جس کو وہ کسی طور بھی اچھا نہیں ہونے والا

دل تو کہتا ہے کہ ہم لوگ ملیں گے اِک دن عقل کہتی ہے کہ ایبا نہیں ہونے والا

اب ہٹا دو رُخِ تاباں سے گفیری رفیں ''
''اِن چراغوں سے اُجالا نہیں ہونے والا''

کس کو ہے علم بتائے جو یقیں سے راغب ہونے والا ہے کیا اور کیا نہیں ہونے والا



بے زبانی کا تقاضا ہے کہ ہم پُپ ہی رہیں اِس کہانی کا تقاضا ہے کہ ہم پُپ ہی رہیں

درد ایبا ہے کہ پھر کا کلیجہ بھٹ جائے سخت جائی کا تقاضا ہے کہ ہم پیپ ہی رہیں

برکتیں گھر میں اُترتی ہیں بہ فیضِ مہماں میزبانی کا تقاضا ہے کہ ہم پُپ ہی رہیں

کس نے بخشے ہیں اِن آنکھوں کو اُبلتے آنسو حق بیانی کا تقاضا ہے کہ ہم چُپ ہی رہیں

نگ ظرفی کی علامت ہے جتانا احسال مہربانی کا تقاضا ہے کہ ہم چُپ ہی رہیں

ٹوٹ جائے نہ بھرم بیار کا اِک اِک راغب خوش گمانی کا تقاضا ہے کہ ہم چُپ ہی رہیں 1+14



حسن دے، ناز دے، شوخی دے، ادا دے ان کو مجھ کو وہ عشق دے جو میرا بنا دے ان کو

کیوں نہ ہر گام پہ رُک رُک کے صدا دے ان کو دل کے بس میں بیہ کہاں ہے کہ بھلا دے ان کو

تجھ پہ کرتے ہیں اگر مثق ستم کرنے دے ال کو اے رہے دیا دے ان کو

دنگ رہ جائے جسے دکیھ کے انسان کی عقل الیا انعام حسیس میرے خدا دے ان کو

میرا احوال سنانے کی ضرورت کیا ہے ایک ہی شعر مِرا کوئی سنا دے ان کو

آج بھی راہ میں آنکھیں ہے بچھائے راغب کوئی اے کاش یہ احساس دِلا دے ان کو

روٹھ جائے گی نظر آنکھوں سے مت بہا خون جگر آنکھوں سے

مول آئکھوں کا کوئی کیا دے گا بچے ہیں لعل و گہر آئکھوں سے

ہم کہ بس دیکھ رہے ہیں اور وہ کام لیتے ہیں دِگر آئکھوں سے کون سمجھائے اب اس قاتل کو گند ہیں تیر و تبر آئکھوں سے

ہم کو مئے خوار ہی سمجھو لوگو ہم بھی پیتے ہیں مگر آئکھوں سے

کیسے چین آئے مری آنکھوں کو دُور ہے نورِ نظر آنکھوں سے

ایک اندھے کی نصیحت راغب بیار کرنا ہے تو کر آئکھوں سے

تلخی زیست سے ڈر جایا جائے اِس سے بہتر ہے کہ مر جایا جائے

رُخ کیا جائے کسی صحرا کا یا سمندر میں اُتر جایا جائے

ایسے چوراہے پہ لائی ہے حیات کھاش میں ہوں کدھر جایا جائے

کیا کیا جائے کہ دل بس میں رہے جب بھی اُس شوخ کے گھر جایا جائے

تیری یادوں کی گزرگاہوں سے کسے حیب جای گزر جایا جائے

کل سنور جائے مقدر شاید کوئی دن اور تھم جایا جائے

کم سے کم سامنے اُن کے راغب پونچھ کر دیدہ تر جایا جائے



عشق کے رمز و إشارے ہیں جدا ناز و انداز تمهارے بیں جدا

اُن کی جاہت ہے عذابوں کی طرح جن کی قسمت کے ستارے ہیں جدا

ماں کو دیتا ہوں تسلی کہ یہاں کتنی ہی ماؤں کے پیارے ہیں جدا

غم نه کرنا ہو خسارہ بھی اگر یہ محبت کے خسارے ہیں جدا

دوست، احباب، وطن، اپنول سے کتنے حالات کے مارے ہیں جدا

ایسے راغب وہ جدا ہیں مجھ سے جیسے دریا کے کنارے ہیں جدا

کہا کہ آپ کو یونہی گمان ایبا ہے وہ بولے جی نہیں سے چُ جہان ایبا ہے

کہا کہ آیئے بس جایئے مرے دل میں وہ بولے آپ کے دل کا مکان ایسا ہے؟

کہا کہ پھولوں میں کیا خوب داربائی ہے وہ بولے کیوں نہ ہو جب باغبان ایسا ہے

کہا کہ آپ تو رونے گئے غزل سن کر وہ بولے آپ کا طرنے بیان ایبا ہے

کہا کہ آپ کے جیسا کوئی حسین نہیں وہ بولے آپ کو یونہی گمان ایسا ہے

کہا کہ آپ کے آنچل سی کوئی چیز ہے کیا؟ وہ بولے تاروں بھرا آسان ایبا ہے

کہا کہ آپ تو راغب کو بھی بھلا بیٹے وہ بولے وقت ہی نامہربان ایبا ہے

111



جلاؤ شوق سے تم علم و آگبی کے چراغ نہ بجھنے یائیں مگر امن و آشتی کے جراغ

تمام قوتِ باطل کی متحد پھوکلیں بچھا سکی ہیں کہاں حقّ و راستی کے چراغ

شعاعِ سمس کی ممکن نہیں رسائی جہاں بکھیرتے ہیں وہاں روشنی خودی کے چراغ

شکم میں جل نہیں پاتے کسی کے نان و نمک کسی کی برم میں جلتے ہیں روز گھی کے چراغ

گئے وہ دن کہ خلوص و وفا سے گھر گھر میں بس اِک چراغ سے جلتے تھے ہرکسی کے چراغ

وہ جس کے حسنِ ادا پر فدا ہے دل راغب عطا کئے ہیں اُسی نے بیہ شاعری کے چراغ

ازل سے زیست پہ میری قضا کا پہرا ہے میں وہ چراغ ہوں جس یر ہوا کا پہرا ہے

تمام پہروں پہ پہرا خدا کا پہرا ہے خدا کا پہرا بھی کیسا بلا کا پہرا ہے

تمھاری روح کو تسکین مل نہیں سکتی تمھارے دل یہ فریب و دغا کا پہرا ہے

کہاں ہے خوف اُنھیں گردشِ زمانہ کا وہ جن کے واسطے ماں کی دعا کا پہرا ہے

 111



فراق و ہجر کے لمحے شار کر کر کے میں تھک گیا ہوں بڑا انتظار کر کر کے

خیال و فکر کی پریاں اُڑاتا رہتا ہوں حسین شعر کے رتھ پر سوار کر کر کے

کوئی عروب غزل روز و شب ہرے دل کو لبھاتی رہتی ہے سولہ سنگھار کر کر کے

نہ جانے کیا اُسے مطلوب ناتواں سے ہے بیہ دیکھتا ہوں ہر اِک شئے نثار کر کر کے

یہ کاروبارِ وفا ہی مرا مقدر ہے سمجھ چکا ہوں کئی کاروبار کر کر کے

عجب مزاج کا حامل رہا ہوں میں راغب فریب کھاتا رہا اعتبار کر کر کے

بہت ہے فرق ہماری تمھاری سوچوں میں خدا کرے کہ نہ ہو اختلاف دونوں میں

وہ بس گیا ہے کچھ اِس طرح میری آنکھوں میں اُسی کو دیکھ رہا ہوں تمام چہروں میں

رکھے ہیں شاہوں نے قدموں میں جن کے تخت و تاج ہوئے ہیں ایسے بھی کچھ بوریا نشینوں میں

ہمیں یہ ضد ہے کہ منزل کو پا کے دم لیں گے اُنھیں یہ دُھن کہ وہ کانٹے بچھائیں راہوں میں

میں وادیوں میں بھٹکنے سے نے کے رہتا ہوں پرویا کرتا ہوں احساس اپنے شعروں میں خیال و فکر کے اچھے شجر کے عمدہ تیج میں بو رہا ہوں غزل کی حسیس زمینوں میں

مجھی بنیں گے شمردار و سابیہ دار درخت بہت یقین، بڑا حوصلہ ہے بودوں میں

کوئی شجر نہیں ایبا کہ جس کا پھل کھا کر شار ہوتا کوئی آدمی فرشتوں میں

شاخت شاعرِ اعظم کی بیہ بھی ہوتی ہے ساتے رہئے پُرانی غزل نشستوں میں

ہر ایک سے کو دبانے کے واسطے راغب ہزاروں جھوٹ اُڑائے گئے ہیں لوگوں میں

رہ حیات میں مثلِ غبار میں ہی کیوں بھر رہا ہوں سر رہ گزار میں ہی کیوں

جگر کے خون سے میں نے ہی اس کو سینچا تھا چہن میں ہو گیا ہے اختیار میں ہی کیوں

یہ سوچتا ہوں تو خود پر بھی رشک آتا ہے تمھارے ظلم و ستم کا شکار میں ہی کیوں اکیلا میں ہی نہیں مرتکب محبت کا عذابِ ہجر کے زیر حصار میں ہی کیوں

کہیں بھی ظلم کی تلوار جب برستی ہے تڑینے لگتا ہوں بے اختیار میں ہی کیوں

مجھی ہے سوچنا تجھ کو نصیب ہو جاتا کہ کر رہا ہوں ترا انتظار میں ہی کیوں

یہ بوچھتا ہے مری ذات میں چھپا شاعر غم حیات کا آئینہ دار میں ہی کیوں

خیال و فکر میں تیرا جمال آجائے جہان شعر و سخن اور جگمگا جائے

میں تیری آنکھ سے دیکھوں بڑی زباں بولوں مرے وجود میں اِس طرح تو سا جائے

بڑی گلی سے گزرتے ہوئے نہ جانے کب ترے دریچہ پہ مُڑ مُڑ کے دیکھنا، جائے

یہ ہم سے ہو نہیں سکتا کہ حضرتِ واعظ بیان کچھ بھی کریں اور سُن لیا جائے

مٹیں گی دہر سے کیسے یہ ظلمتیں راغب کوئی جہاغ جلائے کوئی بجھا جائے



نہ ساتھ ساتھ رہے ہر گھڑی حیا سے کہو مجھی تو کھل کے کوئی بات ہم نوا سے کہو

کہو کچھ ایسے کہ تا عمر دل کو یاد رہے ذرا سی بات ہے کہنی ذرا ادا سے کہو

سناؤ کوئی کہانی اگر محبت کی نہ انتہا کی سناؤ نہ ابتدا سے کہو

فریب و مکر کی شاید که گرد حجیت جائے کہو کموں مقبقتِ شہباز، فاختا سے کہو

اِدھر کی بات اُدھر کر رہا ہو جو راغب سنجل کے کچھ بھی کسی ایسے آشنا سے کہو

بہ صد خلوص، بہ صد احترام یاد آئے ہے کون ہے جو مجھے صبح و شام یاد آئے

وہی ہیں ہم جنھیں سجدہ کیا فرشتوں نے مجھی تو ہم کو ہمارا مقام یاد آئے

جو لوحِ دل پہ ہیں محفوظ ایک مدّت سے وہ گفتگو، وہ سلام و پیام یاد آئے

قنس نصیبی میں جب بھی چبن کی یاد آئی "
د مجھے گلوں کے لئے کچھ پیام یاد آئے"

ضیا پیند مِرے دل کی آرزو راغب ہر ایک لمحہ وہ ماہِ تمام یاد آئے

مِری وفاؤں پہ جس کی وفا کا پہرا ہے دیارِ دل پہر اُسی خوش ادا کا پہرا ہے

یہ اُس نے زُلف بھیری ہے اپنے چہرے پر کہ ماہتاب یہ کالی گھٹا کا پہرا ہے

درونِ گلشنِ ماضی پُکارتا ہے کوئی ساعتوں یہ اُسی کی صدا کا پہرا ہے ہمارا دل ہے اسیرِ جمالِ ہوش رُبا خیال و فکر پہ حسنِ ادا کا پہرا ہے

ہے یاسمین کی خوشبو تمھاری زُلفوں میں کہ دستِ ناز پہ بوئے حنا کا پہرا ہے

کسی کی حجیل سی آنکھوں میں ڈوبنے کے لیے تڑپ رہا ہوں کہ ان پر حیا کا پہرا ہے

غزل میں عکس نمایاں اُسی کا ہے راغب متاعِ درد پہ جس درئا کا پہرا ہے

دلوں سے بغض و کدورت کی گرد حجیت جائے فضا میں بکھری عداوت کی گرد حجیت حائے

خلوص و انس و محبت کے نرم جھونکے چلیں فضائے قلب سے نفرت کی گرد حجیث جائے

ہے جو چہرہ عیّار سے نقابِ وفا فریب ربط و رفاقت کی گرد حیوٹ جائے

ضروری کیا ہے کہ کچھ ڈگریوں کی برکت سے دماغ و دل سے جہالت کی گرد حیوث جائے

تھے یہ ظلم کا طوفاں تو خود بہ خود راغب کھر رہی ہے جو دہشت کی گرد، حجیت جائے

بچھڑکے تھے سے ہو محسوس کیسے تنہائی قدم قدم پہ بڑی یاد کی ہے رعنائی

جہاں کہیں بھی رہوں تجھ کو دیکھ لیتا ہوں مرے خیال نے پائی ہے ایسی بینائی

ملن کی آس نہ ٹوٹے تبھی مرے ہمدم تبھی تو لے گا مقدر ہمارا انگڑائی

تمھاری یاد میں اشعار گنگناتے گئے اور اہلِ درد میں ہوتی گئی پذیرائی

چن کی سیر میسر ہو کس طرح راغب اگر لکھی ہو مقدر میں دشت پیائی



نہ منھ بگاڑ کے بولو نہ منھ بنا کے کہو جو بات کہنی ہے اے دوست مسکرا کے کہو

کہو کچھ اور سمجھ لیں کچھ اور اہلِ خرد ذرا سی بات نہ اتنی گھما پھرا کے کہو

میں مانتا ہوں کہ تم چے ہی بولنے ہو مگر ہر ایک بات نظر سے نظر ملا کے کہو

یہ کیا کہ غیبتیں کرتے ہو ہر جگہ میری میری مصیں جو کہنا ہے دو ٹوک مجھ سے آ کے کہو

کہو غزل تو لگاؤ دل و دماغ ذرا ردیف و قافیہ اچھی طرح نبھا کے کہو

مجھے خبر ہے وہ راغب کہیں گے کیا کیا کچھ نہ کچھ گھٹا کے سناؤ نہ کچھ بڑھا کے کہو



میں چاہتا ہوں کہ دیکھوں نہ تیرے گھر کی طرف نگاہیں خود چلی جاتی ہیں بام و در کی طرف

نگاہِ قلب سے دیکھو مری نظر کی طرف چپا ہے ڈوبنے ہر خواب چشم تر کی طرف

کسی کا دھیان نہ ہو سختی سفر کی طرف ہر ایک شخص مخاطب ہو راہبر کی طرف

زوال کیا ہے پتہ چل گیا نہ سورج کو بڑے غرور سے نکلا تھا دوپہر کی طرف

کسے پڑی ہے کہ پوچھے یہ دستِ ظالم سے یہ سنگ باریاں کیوں شاخِ بے ثمر کی طرف

ہمیں بھی آرزو راغب ہے مال و دولت کی پہ بھاگتے نہیں ہم لوگ مال و زر کی طرف

تهبير ميں نه وقت يوں برباد كيجئے کیا مدعا ہے آپ کا ارشاد کیجئے

آکر غم فراق سے آزاد کیجئے وریاں ہے قصر دل اسے آباد کیجئے

ہے میرا دل وہی دل فولاد آشا آماجگاهِ تير ستم، ياد کيجئے

ماضی کی اُن کو ساری جفائیں دلا کے ماد ''میں اُن سے کہہ رہا ہوں مجھے یاد سیجئے''

راغب سنا کے اپنی غزل بزم شعر میں محفل کا یوں سکوت نہ برباد کیجئے

دیکھی ہے اتنی راہ بڑی ہر پڑاؤ پر اے دوست لگ گئی مِری منزل بھی داؤ پر

ہے مسکوں کے زخم کا پیکر ہر ایک شخص مرہم رکھے گا کیا کوئی اوروں کے گھاؤ پر

اِک ایبا معجزہ ہو کہ آجائے لوٹ کے وہ عمر جو سوار تھی کاغذ کی ناؤ پر منھ کھولتے ہی سب شمصیں پہچان جائیں گے طاؤسِ خوش لباس کے جتنے لگاؤ پر

جب سے چلی ہے زیست میں فرقت کی سرد لہر بیٹھا ہوں تیری یاد کے بیتے الاؤ پر

جب آپ کو خدا پہ مکمل یقین ہے حیرت زدہ ہوں آپ کے ذہنی تناؤ پر

راغب برلتے جائے رُخ بادبان کا چلتا ہے کس کا زور ہوا کے دباؤ پر

114



ہو جائے اس کا ایک اشارا زمین پر جنت کا رونما ہو نظارا زمین پر

آلودگی ذہن و خیالات کے سبب دشوار ہو رہا ہے گزارا زمین پر

مظلوم کی صدا سے نہ ہل جائے آساں اتنا کرو نہ ظلم خدارا زمین پر

دل کو یقین ہے کہ ملیں گے بروزِ حشر ممکن نہیں جو ملنا ہمارا زمین پر

وہ لوگ خوش نصیب ہیں تیری رضا پہ جو ہنس کر اٹھا رہے ہیں خسارا زمین پر

دشمن ہے کون، کون ہے راغب ہمارا دوست سمجھا کر اُس نے ہم کو اُتارا زمین پر

ہر اِک قدم پہ رنگ فشانی سفر میں ہے ہمراہ جب سے دلبر جانی سفر میں ہے

بجین کے سارے خواب کیلنا پڑے جسے آزردہ آج بھی وہ جوانی سفر میں ہے

تو نے عطا جو کی ہے محبت کی راہ میں روشن وہ ایک ایک نشانی سفر میں ہے دیوانوں کا بھی رختِ سفر دیکھ اِک نظر نان و نمک نہ آگ نہ پانی سفر میں ہے

دیکھا سفر میں اِک رخِ تاباں تو یوں لگا گویا زمیں پہ خاورِ ثانی سفر میں ہے

وہ قوم راہِ راست سے بھٹکے گی کس طرح آباء کی جس کو یاد کہانی سفر میں ہے

آگے ہی بڑھتے جانا ہے راغب تمام عمر دریا کا جس طرح سے بیہ پانی سفر میں ہے

کوئی شیشہ نہ پھر ہے مرا دل محبت کا سمندر ہے مرا دل

مرے سینے کے اندر ہے مرا دل مگر قابو سے باہر ہے مرا دل

مِرا دل میری ہستی کا خزینہ مِری دنیا کا محور ہے مِرا دل

مکیں اِس کو ملا ہے تیرے جبیبا مقدر کا سکندر ہے مرا دل مجھی رسوا اِنہیں ہونے نہ دے گا تمناؤں کی جاِدر ہے مِرا دل

کوئی شاہین ہے میرا تخیّل اُسی شاہیں کا شہیر ہے مِرا دل

ہے صبر و شکر کا کوئی لبادہ کہ درد و غم کا پیکر ہے مرا دل

چلیں کیچھ آپ بھی کردیں عنایت بڑا ہی درد پرور ہے مرا دل

کسی کی یاد کی خوشبو سے راغب ہر اِک لمحہ معظر ہے مرا دل

غلط ہے ہر جگہ ایثار کرنا نہ مانے دل تو مت اقرار کرنا

میں اِک اعلان ہوں امن و اماں کا مجھے چسپاں سرِ دیوار کرنا

یقیں آتا نہیں وعدوں پہ اُن کے جنمیں آتا نہیں انکار کرنا

یہاں گھٹ گھٹ کے مرنے سے ہے بہتر وہیں جیموٹا سا کاروبار کرنا

ہیں سب بے خود کوئی سویا نہیں ہے اِنھیں بے سود ہے بیدار کرنا

کوئی آسال نہیں اے کشتی دل تمناؤں کا دریا پار کرنا

بہت مشکل بہت مشکل ہے راغب کرنا کرنا سے درد کا اظہار کرنا



مجھی مت آگھی سے دور رہنا حصارِ تیرگی سے دور رہنا

نصیحت مت کرو اے دوست ہم کو کھون ہے شاعری سے دور رہنا

مجھی مت ساتھ رہنا بردلوں کے ہمیشہ بردلی سے دور رہنا

وہ جس کے ساتھ رہنا ہم نے چاہا پڑا ہم کو اُسی سے دور رہنا

بس اِک کا بندہ بن کر زندگی بھر ہر اِک کی بندگی سے دور رہنا

دیارِ غیر میں اِک عمر راغب بڑا اپنی خوش سے دور رہنا

مری تقدیر ہی اچھی نہیں تھی تری شمشیر ہی اچھی نہیں تھی

میں ہردم قید رہنا حابتا تھا تری زنجیر ہی اچھی نہیں تھی

میں خط لکھتا اُسے تو کیسے لکھتا مِرِی تحریر ہی اچھی نہیں تھی

تمهارا وار دانسته تها ملكا کہ نوکِ تیر ہی اچھی نہیں تھی

ہمارے خواب تو دکش تھے راغب مگر تعبیر ہی اچھی نہیں تھی

اُنا کے ہات سے باہر تو نکلو حصارِ ذات سے باہر تو نکلو

کسے کہتے ہیں صحرا جان لوگے حسیس باغات سے باہر تو نکلو

قدم ہوسی کرے گی کامرانی عصن حالات سے باہر تو نکلو سمجھ لو گے کہ دنیا کیا بلا ہے مجھی دیہات سے باہر تو نکلو

ہمیں بھی کچھ ہو احساسِ جدائی ہماری ذات سے باہر تو نکلو

مرے افکار کے روش ستارو! مرے جذبات سے باہر تو نکلو

سحر دے گی قبائے نور راغب شبِ ظلمات سے باہر تو نکلو



سا تھا میں نے پیسہ بولتا ہے تری محفل میں دیکھا بولتا ہے

عبث واعظ ترى شعله بياني کہ بولیں لوگ اچھا بولتا ہے

خرد کی بات سنتے ہی کہاں ہیں وہ جن کے سر میں سودا بولتا ہے

کہاں رہتی ہے خاموشی سفر میں مسافر چپ تو رستہ بولتا ہے

زبال کچھ اور کہتی ہے تمھاری مگر کچھ اور چہرا بولتا ہے

بہت مغموم ہے مہجور راغب دِکھاوا ہے جو ہنستا بولتا ہے

مرا دل ہے محبت کا سمندر سمندر ہے گر پیاسا سمندر

کناروں سے مسلسل لڑ رہا ہے نہ جانے جاہتا ہے کیا سمندر

کسی کو بھی ترے رنج و الم کا نہیں ہے کوئی اندازا سمندر

مرا ظاہر ہے اِک سیراب صحرا مرا باطن کوئی پیاسا سمندر

سمندر کی بجھی کب پیاس راغب ہزاروں پی گیا دریا سمندر

ہے ستم اُن کی بھی جان پر دلیں میں اور ہم بھی پریشان پردلیس میں

جان دیتے تھے جو آن پر دلیں میں مٹ گئی اُن کی پہچان پردلیں میں

سب کے سب ان میں نادار و مفلس نہیں رہ رہے ہیں جو انسان پردلیس میں

ہے نگاہوں کو ہردم بڑی جبتو ہر گھڑی ہے بڑا دھیان پردلیس میں

گر یہ دھوکہ نہیں ہے تو راغب ہے کیا تیرے ہونٹوں یہ مُسکان پردلیس میں

ہو گئی ہے فدا موت پر زندگی خوف و دہشت سے ہے بے خبر زندگی

ہے بڑی راہ میں کوئی تیرا عدو اس سے رہنا سدا با خبر زندگی

جھلکیاں تیری ہر انگ میں ہیں مگر اس مجسم میں ہے تو کدھر زندگی؟

عقل والوں نے دوڑائے اسپِ خرد رہ گئی اِک نہیلی مگر زندگی درد وغم ہی میں گرچہ ہوئی ہے بسر پھر بھی محبوب ہے کس قدر زندگی!

دے کے پرواز کی اُس نے قوت تخجے کاٹ ڈالے بڑے بال و یر زندگی

موت کو د کیھ کر وہ بھی مرنے لگا جس نے کی تھی بسر بے خطر زندگی

کس کو معلوم کس روز سو جائے گی موت کی گود میں رکھ کے سر زندگی

غیر ممکن ہے راغب منا لے کوئی روٹھ جائے کسی سے اگر زندگی

جدائی کا موسم یہاں سے وہاں تک برستا ہوا غم یہاں سے وہاں تک

وہاں سے یہاں تک ہے جو بے قراری وہی کچھ ہے عالم یہاں سے وہاں تک

بُجھیں وصل کی شمعِ امید ساری اندھیرا ہے پیہم یہاں سے وہاں تک غم ہجر میں منتشر منتشر ہیں کہیں تم کہیں ہم یہاں سے وہاں تک

ہے پھیلی ہوئی اُن کی یادوں کی خوشبو ہواؤں میں ہردم یہاں سے وہاں تک

جنوں میں اُسے جانے کیا لکھ دیا ہے ہیں سب مجھ سے برہم یہاں سے وہاں تک

ملی گر خبر اُن کے آنے کی راغب تو بچھ جائیں گے ہم یہاں سے وہاں تک

پرانے اُکھڑتے چلے جا رہے ہیں نئے جڑ کپڑتے چلے جا رہے ہیں

جو آپس میں لڑتے چلے جا رہے ہیں مصیبت میں پڑتے چلے جا رہے ہیں

مرے حوصلوں سے قدم دشمنوں کے مسلسل اُکھڑتے چلے جا رہے ہیں

بڑی ہی بدولت اے مطلب برسی تعلق بگڑتے چلے جا رہے ہیں

مقدر سے لڑتے چلے آ رہے تھے مقدر سے لڑتے چلے جا رہے ہیں

ہے پرُخار یہ راستہ راسی کا مگر گرتے پڑتے چلے جا رہے ہیں

ردائے غزل پر خیالوں کے موتی غزل فہم جڑتے چلے جا رہے ہیں

ہم اہلِ محبت محبت میں راغب زمانے سے الڑتے چلے جا رہے ہیں

دِکھا کر ہمارا ہی سایا ہمیں ہماری نظر نے ڈرایا ہمیں

نہ آئھوں میں اپنی بسایا ہمیں نہ اشکوں کی صورت بہایا ہمیں

نہ اچھی طرح سے جلایا ہمیں نہ جلنے سے تم نے بچایا ہمیں

خرد کی نہ چلنے دی اِس نے جمعی ''جنوں نے تماشا بنایا ہمیں''

اُسی نے تو بھیجا تھا ہم کو یہاں سو جب جاہا اُس نے بلایا ہمیں

دھواں ہے نہ شعلہ نہ کوئی شرر یہ کیسی اگن میں جلایا ہمیں

ہمیشہ غبارِ سفر کی طرح جہاں جاہا اُس نے اُڑایا ہمیں

ردیفِ غزل کہہ رہی ہے کہ بس اِسی نے بخوبی نبھایا ''ہمیں''

گماں کے ہٹا کر دیے رکھ دیے یقیں کے جلا کر دیے رکھ دیے

دِ ہے رکھ دِ ہے تھے کہ جگمگ ہو جگ پیتم نے چھپا کر دِ ہے رکھ دِ ہے

حفاظت کا تیری یقیں جب ہوا ہوا ہوا کا کا کا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا کا کا ہوا کی کا ہوا کا

مسرت کے تھے یا غم و درد کے دیے جو جلا کر دیے رکھ دیے

ترے راست میں شب انتظار نظر کے بچھا کر دیے رکھ دیے

رہِ شوق میں ہم جہاں بھی گئے وفا کے سجا کر دیے رکھ دیے

غزل اُن کی محفل میں ہم نے پڑھی کہ اندھوں میں جاکر دیے رکھ دیے

اندھیروں سے رغبت تھی راغب اُسے سو اُس نے بچھا کر دِیے رکھ دِیے

دلِ بیتاب کی نقلِ مکانی یاد آتی ہے مرک معصوم چاہت کی کہانی یاد آتی ہے جہانِ جسم و جال کی شادمانی یاد آتی ہے مرے دل پر تری وہ حکمرانی یاد آتی ہے جوانی کے حسیس موسم میں بچپن یاد آتا ہے جوانی جب نہیں رہتی جوانی یاد آتا ہے جوانی جب نہیں رہتی جوانی یاد آتا ہے

یوں لگتا ہے کہ سینے سے کلیجہ آ گیا باہر دل خوش فہم کی جب خوش گمانی یاد آتی ہے

ہمیشہ یاد آتا ہے کسی کا شبنمی لہجہ کسی کی ہر گھڑی شیریں بیانی یاد آتی ہے

عذابِ یادِ ماضی میں بھنسی ہے زندگی میری سو ہر لمحہ تری اِک اِک نشانی یاد آتی ہے

کھلا کرتی تھیں جب راغب کسی کی دید کی کلیاں بہارِ وصل کی وہ رُت سُہانی یاد آتی ہے



میں کہتا تھا نہ اُن کے سامنے جانے سے پہلے ہی مجھے مجروح کر دیں گے وہ شرمانے سے پہلے ہی

تکلّف اور نفاست سے ہی سب پہچان جاتے ہیں کراماتِ زبانِ خاص دکھلانے سے پہلے ہی

سمجھ کر بھی نہ وہ سمجھیں گئی دل کی تو کیوں سمجھوں سمجھ جاتے ہیں وہ ہر بات سمجھانے سے پہلے ہی

کسی سائے کو ترسا ہوں بہت صحرا نوردی میں خوش کے مارے مرجاؤں نہ گھر جانے سے پہلے ہی

اب اُس کا کیا جو تھوکر کھا کے بھی ویسے کا ویبا ہے سنجل جاتے ہیں کتنے تھوکریں کھانے سے پہلے ہی

کفِ افسوں اب ملنے سے کچھ حاصل نہیں راغب کوئی دم سوچتے گھر جھجوڑ کر جانے سے پہلے ہی

کسی آن تجھ سے جدا نہیں مجھے علم ہے کوئی دل میں تیرے سوا نہیں مجھے علم ہے

یہ دلیلِ ترکِ وفا نہیں مجھے علم ہے مرا خط ہی اُس کو ملا نہیں مجھے علم ہے

چلے اُس کا نام بگاڑنے چلو پُپ رہو کہ وہ شخص اتنا برا نہیں مجھے علم ہے تحقیے پوجنا ہے تو پوج تو، مجھے جھوڑ دے وہ بھی آدمی ہے خدا نہیں مجھے علم ہے

مری جاں تو کتی حسین ہے بچھے کیا پتہ ترے ہاتھ پر بیہ حنا نہیں مجھے علم ہے

تجھے کیا ہیں مجھ سے شکایتیں مجھے کیا خبر مجھے تجھ سے کوئی گلہ نہیں مجھے علم ہے

نہیں مانتا دلِ تشنہ کام تو کیا کروں تری زلف کالی گھٹا نہیں مجھے علم ہے

میں جلوں گا ہجر کی آگ میں یونہی عمر بھر مری اور کوئی سزا نہیں مجھے علم ہے



تخفے کیا بہتہ تخفے کیا خبر مرے بے خبر تخفے عابتا ہوں میں کس قدر مرے بے خبر

مرے دل کی دیکھنا تشکی، مری زندگی مجھی آ ملو کسی موڑ پر مرے بے خبر

مرے دل کو ہے بری جنبو، مرے خوب رو مجھے ڈھونڈتی ہے مری نظر مرے بے خبر

تخجّے حابہنا مری بھول ہے، یہ قبول ہے نہیں مانتا دلِ فتنہ گر مرے بے خبر

کجھے کون کتنا ہے جاہتا، کجھے کیا پتہ کھی دیکھنا ذرا سوچ کر مرے بے خبر

یوں نہ بات بات پہ ہو خفا مرے دلربا کہ حیات ہے برای مختصر مرے بے خبر

اے جانِ تمنّا نہیں ملتا نہیں ملتا ہیں ملتا ہیں ملتا بن تیرے کوئی چین کا لمحہ نہیں ملتا

یہ دن بھی دکھایا ہے مجھے وحشتِ دل نے خود مجھ کو پتہ اپنے ہی گھر کا نہیں ماتا

سیرت میں، شاہت میں، تکلم میں، ادا میں اے جانِ شخیل کوئی تجھ سا نہیں ملتا

پھرتا ہوں نگاہوں میں بسائے ہوئے تجھ کو تجھ کو تجھ حبیبا کوئی شہر میں چہرا نہیں ماتا

سمجھا ہوں میں جس روز سے آ دم کی حقیقت مجھ کو کوئی ادنیٰ کوئی اعلیٰ نہیں ملتا

ماضی کے ورق بلیٹ کے روئے یادوں سے بڑی لیٹ کے روئے

روئے خوب ٹوٹ کر مجھی ہم خود میں بھی مجھی سمٹ کے روئے

چہرے سے خوشی طیک رہی تھی ہم طرنے جہاں سے ہٹ کے روئے اِک سرسبر شاخ کی طرح ہم اُلفت کے شجر سے کٹ کے روئے

ہم تھکنے گئے تو راستے بھی قدموں سے لیٹ لیٹ کے روئے

اُن کے ساتھ آساں بھی رویا جو اپنی زمیں سے ہٹ کے روئے

وہ چہرہ تھا اِک کتاب راغب جس کے ہر ورق کو رٹ کے روئے

اِک امتحال سے گزر رہا ہوں فصیلِ جاں سے گزر رہا ہوں

زمین پر اب قدم کہاں ہیں میں آساں سے گزر رہا ہوں

مجھی حدودِ یقیں سے آگے مجھی گماں سے گزر رہا ہوں میں فکر و فن کی اُڑان بھر کر کہاں کہاں سے گزر رہا ہوں

تمھاری یادوں کی انجمن سے یا کہکشاں سے گزر رہا ہوں

وہاں وہاں کوئی نقشِ پا ہے جہاں جہاں سے گزر رہا ہوں

میں زندگی کر رہا ہوں راغب
کہ داستاں سے گزر رہا ہوں

غبار دل سے نکال دیتے تو سب تمھاری مثال دیتے

تم اپنے زر"یں خیال دیتے ہم اُن کو شعروں میں ڈھال دیتے

چراغِ الفت جلا کے دل میں ہماری دنیا اُجال دیتے

تمھاری آنکھوں کو دیکھ کر بھی مثالِ چشمِ غزال دیتے؟

تکھر رہی ہے حیات راغب غزل کو رزقِ حلال دیتے

غیروں کی بات پر ہی بس کان دھرا ہے آپ نے حال ولا حزیں کہاں ہم سے سنا ہے آپ نے

تیرِ نظر سے دل مِرا چھلنی کیا ہے آپ نے چین اور سکوں سے کب مجھے جینے دیا ہے آپ نے

اِتے تو فاصلے نہ تھے اتی تو رجشیں نہ تھیں میرے خلاف کچھ نہ کچھ اُن سے کہا ہے آپ نے ذہن تو مان جائے گا دل ہے کہ مانتا نہیں خود کو نہ جانے کس طرح سمجھا لیا ہے آپ نے

کھ تو عمل میں لایئے کر کے تو کھے دکھائے اِتنا پڑھا ہے آپ نے اتنا لکھا ہے آپ نے

کیسے مخص نہ ہو بھلا جینا حضور آپ کا حصور آپ کا حصول کے سامنے جھوٹا کہا ہے آپ نے

آپ کے حالِ زار پر اشک بہائیں لوگ کیوں ''اپنے خلاف فیصلہ خود ہی لکھا ہے آپ نے''

راغب تشنہ کام کی اور بڑھا کے تشکی چاروں طرف سراب بھی بخش دیا ہے آپ نے

اردوز بان وادب کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہونجا بیئے کسی دوست کوای بیل سیحیّے

اردو دوست لائبريري اردو دوست ڈاٹ کام www.UrduDost.com